

# مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں

[ اردو ]

## الإصناف فيما قيل في المولد من الغلو والإجفاف

[ اللغة الأردنية ]

تأليف

فضيلة الشيخ ابي بكر جابر الجزائري حفظه الله  
فضيلة الشيخ أبي بكر جابر الجزائري حفظه الله

ترجمہ: سیّد محمد غیاث الدین مظاہری

ترجمة: سیّد محمد غیاث الدین مظاہری

نظر ثانی: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

مراجعة: شفیق الرحمن ضیاء اللہ المدنی

ناشر: شعبہ مطبوعات ونشر وزارت کے زیر نگرانی طبع شدہ ریاض ، سعودی عرب  
الناشر: وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد - المملكة العربية السعودية

[www.islamhouse.com](http://www.islamhouse.com)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن  
والاه أما بعد:

بارگاہ نبوی ﷺ کے احترام و تعظیم کی وجہ سے میلاد نبوی کے

موضوع پر لکھنے میں مجھے بہت تردد رہا، لیکن جب اس سلسلہ میں  
مسلمان ایک دوسرے کو کافر بنانے لگے اور باہم لعنت کرنے لگے تو  
میں یہ رسالہ لکھنے کے لئے مجبور ہو گیا کہ شاید یہ اس فتنہ کی روک  
تھام کر سکے جو ہر سال ابھارا جاتا ہے اور جس میں کچھ مسلمان  
ہلاک و برباد ہوتے ہیں، ولا حول ولا قوة الا بالله.

میں نے ماہ میلاد ربیع الأول سے متعلق کچھ پہلے بی بی سی لندن  
کے نشریہ سے یہ خبر سنی کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبد  
العزیز ابن باز حفظہ اللہ ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو میلاد  
نبوی کی محفل کریں، اس خبر نے عالم اسلام کو غیظ و غضب سے بھر  
دیا، میں یہ جھوٹی اور خوفناک خبر سن کر حیرت میں پڑ گیا، کیونکہ  
حضرت مفتی صاحب (۱) کا جو قول مشہور و معروف ہے وہ یہ ہے کہ  
میلاد بدعت ہے اور وہ اس سے منع فرماتے ہیں، جو شخص میلاد کی  
یاد گار منائے یا اس کی محفل قائم کرے وہ اس کی تکفیر نہیں کرتے  
، غالباً یہ ان رافضیوں کا مکروکید ہے جو مملکت سعودیہ سے بغض  
و حسد رکھتے ہیں کیونکہ وہاں بدعت و خرافات اور شرک و گمراہی کی  
کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بہر حال معاملہ اہم ہے اور اہل علم پر لازم ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ کے  
متعلق حق بات کو واضح کریں، جس سے یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ  
مسلمان باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگے ہیں اور ایک  
دوسرے پر لعنت کرتے ہیں، کتنے لوگ ازراہ خیر خواہی مجھ سے  
کہتے ہیں کہ: فلاں شخص کہتا ہے کہ میں فلاں شخص سے بغض  
رکھتا ہوں، کیونکہ وہ محفل مولود کا منکر ہے، مجھے اس کی اس بات  
سے تعجب ہوتا ہے،

(۱) حضرت مفتی شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ نے بدعت مولود کے رد و انکار میں کئی مضامین لکھے ہیں، لیکن کہیں بھی مولود  
کرنے والوں کو کافر نہیں کہا ہے۔ بی بی سی لندن کی خبر محض جھوٹ اور افواہ ہے، جو فتنہ پھیلانے کے لئے گھڑی گئی ہے ورنہ تو  
مفتی صاحب کی تحریریں موجود ہیں انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جو شخص بدعت کا انکار کرے اور اس کو ترک کرنے کو کہے، کیا مسلمان اس کو دشمن بنا لیتے ہیں؟ انہیں تو لازم تھا کہ اس سے محبت کرتے نہ یہ کہ اس سے بغض کرتے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ مسلمانوں کے درمیان اس کی اشاعت کی جاتی ہے کہ جو لوگ مولود کی بدعت کا انکار کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو رسول ﷺ سے بغض رکھتے ہیں اور آپ سے محبت نہیں کرتے، حالانکہ یہ بدترین جرم اور گناہ ہے جو کسی ایسے بندہ سے کیسے ہو سکتا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو؟ کیونکہ رسول ﷺ سے بغض رکھنا یا آپ سے محبت نہ کرنا کھلا ہو کفر ہے، ایسے شخص کو اسلام سے ذرا بھی نسبت باقی نہیں رہ جاتی، والعیاذ باللہ.

آخر میں یہ عرض ہے کہ انہیں اسباب کی بناء پر میں نے یہ رسالہ لکھا تاکہ ایک اعتبار سے تو وہ ذمہ داری ادا ہو جائے جو حق کے واضح کرنے کی عائد ہوتی ہے اور دوسری میری یہ خواہش بھی تھی کہ ہر سال ابھرنے اور اسلام کی آزمائش میں اضافہ کرنے والے اس فتنہ کی روک تھام ہو۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان .

## ایک اہم علمی مقدمہ

شریعت اسلامیہ میں میلاد نبوی کا حکم معلوم کرنے کے لئے جو شخص اس رسالہ کا مطالعہ کرے میں اسے انتہائی خیر خواہی کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ کو بہت ہی توجہ کے ساتھ کئی مرتبہ ضرور پڑھ لے، یہاں تک کہ اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لے، اگرچہ اس کو دس مرتبہ ہی کیوں نہ پڑھنا پڑے، اور اگر نہ سمجھ میں آئے تو کسی عالم سے خوب سمجھ کر پڑھ لے تاکہ کوئی غلطی نہ رہ جائے، کیونکہ اس مقدمہ کا سمجھنا صرف مسئلہ مولود کے لئے ہی نہیں مفید ہے بلکہ یہ بہت سے دینی مسائل میں مفید ہے جس میں لوگ عام طور سے اختلافات کرتے رہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یا سنت، اور اگر بدعت ہے تو بدعت ضاللت ہے یا بدعت حسنہ؟

میں انشاء اللہ قارئین کے سامنے تفصیل سے بیان کروں گا اور اشارات کو قریب کروں گا۔ اور مثالوں سے وضاحت کروں گا، اور معنی و مراد کو قریب لانے کی کوشش کروں گا، تاکہ قاری اس مقدمہ کو سمجھ لے، جو پیچیدہ اختلافی مسائل کے سمجھنے کے کلید ہے کہ آیا وہ دین و سنت ہیں جو قابل عمل ہیں یا گمراہی اور بدعت ہے جس کا ترک کرنا اور جس سے دور رہنا ضروری اور واجب ہے۔

اب اللہ کا نام لے کر یہ کہتا ہوں کہ اے میرے مسلمان بھائی! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور ان پر لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اپنی کتاب قرآن کریم نازل فرمائی تاکہ لوگ اس سے ہدایت یاب ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی و سعادت حاصل کریں، جیسا کہ اللہ نے

ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا رَسُولَ اللَّهِ فَتَأْتُوا الْبِرَّ ذَلِكُمْ سَيْرٌ وَنِعْمَ الْبِرُّ الَّذِي كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا رَسُولَ اللَّهِ فَتَأْتُوا الْبِرَّ ذَلِكُمْ سَيْرٌ وَنِعْمَ الْبِرُّ الَّذِي كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا رَسُولَ اللَّهِ فَتَأْتُوا الْبِرَّ ذَلِكُمْ سَيْرٌ وَنِعْمَ الْبِرُّ الَّذِي كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ﴾

﴿النساء﴾ اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف

سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے ، سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ، اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا ، سو ایسوں کو اللہ اپنی رحمت میں داخل کریں گے ، اور اپنے فضل میں ، اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ بتلا دیں گے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی ہدایت اور اصلاح جس سے روح میں کمال اور اخلاق میں حُسن و فضیلت حاصل ہو اس وحی الہی کے بغیر نہیں ہو سکتی جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں جلوہ گر ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ احکام کی وحی فرماتے ہیں اور رسول ﷺ اس کی تبلیغ فرماتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں اور اہل ایمان اس پر عمل کرتے ہیں ، اور اس طرح وہ کمال و سعادت کی نعمت سے ہم کنار ہوتے ہیں -

اے معزز قاری! ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہدایت اور اصلاح کے بعد اس راستہ کے سوا کوئی اور راستہ کمال و سعادت کے حصول کا نہیں ہے ، اور وہ راستہ ہے وحی الہی پر عمل کرنا جو کتاب و سنت میں موجود ہے

محترم قارئین! اس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا رب ہے ، یعنی ان کا خالق و مربی اور ان کے تمام معاملات کی تدبیر و انتظام کرنے والا اور انکا مالک ہے ، سارے لوگ اپنے وجود میں اور اپنی پیدائش میں ، اپنے رزق و امداد میں اور تربیت و ہدایت اور اصلاح میں دونوں جہاں کی زندگی کی تکمیل و سعادت کے لئے اس کے محتاج محض ہیں ، اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے کچھ قوانین مقرر فرمائے ہیں ، انہی قوانین کے مطابق وہ انجام پاتی ہے اور وہ قانون ہے نر اور مادہ کے باہم اختلاط کا ، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت اور اصلاح کا بھی قانون مقرر فرمادیا ہے اور جس طرح تخلیق کا عمل بغیر اس کے قانون کے نہیں انجام پاسکتا جو لوگوں میں جاری ہے اسی

(۱) بہت سے مفسرین کے نزدیک آیت میں "برہان" سے مراد نبی ﷺ ہیں ، اور "نور" سے مراد قرآن کریم ہے

طرح ہدایت اور اصلاح کا کام بھی اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ہی انجام پاتا ہے اور وہ قانون ہے ان احکام و تعلیمات پر عمل کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک پر مشروع فرمادیا ہے، اور ان کو اس طریقہ کے مطابق نافذ اور جاری کرنا جو طریقہ رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی بھی ایسی ہدایت یا سعادت یا کمال جو اللہ تعالیٰ کے مشروع کئے ہوئے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے آئے کسی بھی حال میں قابل قبول نہیں ہے۔

تم باطل دین والوں کو مثلاً یہودونصاری اور مجوسیوں وغیرہ کو دیکھتے ہو تو کیا یہ سب راہ ہدایت پاگئے ہیں یا کمال و سعادت سے حصہ پا چکے ہیں؟ ہرگز نہیں اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے طریقے نہیں ہیں، اسی طرح ہم ان قوانین کو دیکھتے ہیں جن کو انسانوں نے عدل و انصاف کے حصول، لوگوں کے مال و جان، ان کی عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کے اخلاق کی تکمیل کے لئے بنائے ہیں، کیا یہ قوانین جس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے وہ مقصد حاصل ہوئے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں، کیونکہ زمین جرائم اور ہلاکت خیزیوں سے بھری ہوئی ہے، اسی طرح امت اسلامیہ کے اندر اہل بدعت کو دیکھتے ہیں، بدعتیوں میں بھی زیادہ پست اور گھٹیا درجہ کے لوگ ہیں، نیز اسی طرح اور بھی اکثر مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون سے ہٹ کر انسان کے بنائے ہوئے قانون کی طرف مائل ہوئے تو ان کے اندر اختلاف پیدا ہو گیا، ان کا مرتبہ گھٹ گیا اور وہ ذلیل و رسوا ہو گئے، اور اس کا سبب یہی ہے کہ یہ لوگ وحی الہی کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں پر عمل کرتے ہیں غور سے سنو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ شریعت اسلامیہ کے علاوہ ہر قانون و شریعت کی کیسی مذمت فرما رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ اللَّهُ وَلَوْ أَنَّا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِّيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ } (۲۱) سورة الشورى]

"کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں

اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو ابھی ہی ان میں فیصلہ کر دیا جاتا، یقیناً ان ظالموں کے لئے ہی دردناک عذاب ہے "۔

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ (من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فہو ردّ) "جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے (یعنی مقبول نہیں ہے " اور فرمایا (من عمل عملاً لیس علیہ أمرنا فہو ردّ) (مسلم) " اور جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے تو وہ رد ہے یعنی مقبول نہیں ہے "۔ اور اس پر اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا ، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امر کو مشروع نہیں فرمایا ہے وہ عمل نفس کے تزکیہ و تطہیر میں مؤثر نہیں ہو سکتا ، کیونکہ وہ تطہیر و تزکیہ کے اس مادہ سے خالی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان اعمال میں پیدا فرمایا ہے ، جن کو مشروع کیا ہے اور جن کے کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اناج، پھلوں اور گوشت کے اندر کس طرح غذائیت کا مادہ پیدا فرمادیا ہے ، لہذا ان کے کھانے سے جسم کو غذا ملتی ہے جس سے جسم کی نشوونما ہوتی ہے اور قوت کی حفاظت ہوتی ہے اور مٹی لکڑی اور ہڈی کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غذائیت کے مادہ سے خالی رکھا ہے ۔ اسلئے یہ غذائیت نہیں پہنچا تیں ، اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بدعت پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے مٹی ، ایندھن اور لکڑی سے غذائیت حاصل کرنا ، اگر ان چیزوں کا کھانے والا غذائیت حاصل نہیں کر سکتا تو بدعت پر عمل کرنے والے کی روح بھی پاک و صاف نہیں ہو سکتی اس بناء پر ہر ایسا عمل جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کی نیت کی جائے تاکہ شقاوت و نقصان سے نجات و کمال اور سعادت حاصل ہو ، سب سے پہلے ان اعمال میں سے ہونا چاہئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان پر مشروع فرمایا ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ اسی طریقہ سے ادا کیا جائے جس طریقہ سے رسول ﷺ نے ادا فرمایا ہے ، اس میں اس کی کمیت کی رعایت اس طرح ہو کہ اس کی تعداد میں زیادتی ہو اور نہ کمی ، اور کیفیت کی رعایت اس طرح ہو کہ اس کے کسی جزء کو کسی جزء پر مقدم و مؤخر نہ کیا جائے ، اور وقت کی رعایت اس طرح ہو کہ وقت غیر معینہ میں اس کو نہ کرے اور جگہ کی بھی رعایت ہو کہ جس جگہ کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے اس کے علاوہ اسکو دوسری

جگہ ادا نہ کرے ، اور کرنے والا اس سے اللہ کی اطاعت و فرما برداری اور اس کی رضا و خوشنودی اور قرب کے حصول کی نیت کرے اس لئے کہ ان شروط میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے سے وہ عمل باطل ہو جائے گا ، وہ شروط یہی ہیں کہ وہ عمل مشروع ہو اور اس کو اسی طریقہ سے ادا کرے جس طریقہ سے رسول ﷺ نے ادا کیا ہے اور اس

سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت رکھے کہ غیر اللہ کی طرف توجہ اور التفات نہ کرے ، اور جب عمل باطل ہو جائے گا تو وہ نفس کے تزکیہ اور تطہیر میں مؤثر نہیں ہو گا ، بلکہ ممکن ہے کہ اس کی گندگی اور نجاست کا سبب بن جائے ، مجھے مہلت دیجئے تو میں یہ حقیقت ذیل کی مثالوں سے واضح کر دوں :

۱- نماز : کتاب اللہ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے : ﴿لَا تُكْفِرُوا بِنُبُوِّهِمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَالرُّسُلِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ الْعَظِيمِ﴾

﴿النساء﴾ "پس نماز کو قاعدہ کے مطابق پڑھو ، یقیناً نماز

مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے"

اور سنت سے بھی ثابت ہے ، رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا " خمس

صلوات کتبہن اللہ " ۰۰۰ الحدیث (رواہ مالک) "پانچ نمازیں ہیں اللہ نے انہیں فرض کیا ہے " اب غور کرو کہ کیا بندہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جس طرح چاہے اور جب چاہے اور جس وقت چاہے اور جس جگہ چاہے نماز پڑھے ؟ جواب یہ ہے کہ نہیں : بلکہ دوسری حیثیتوں یعنی تعداد و کیفیت اور وقت و جگہ کی رعایت بھی ضروری ہے ، لہذا اگر مغرب میں جان بوجہ کر ایک رکعت کا اضافہ کر کے چار رکعت پڑھے لے تو نماز باطل ہو جائے گی ، اور فجر کی نماز میں ایک رکعت کم کر کے ایک ہی رکعت پڑھے تو وہ بھی صحیح نہیں ، اور اسی طرح اگر کیفیت کی رعایت نہ کرے کہ ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کر دے تو بھی صحیح نہیں ، اور اسی طرح وقت اور جگہ کا بھی حال ہے کہ اگر مغرب غروب آفتاب سے پہلے پڑھے ، یا ظہر زوال سے پہلے پڑھے لے تو نماز صحیح نہ ہوگی ، اسی طرح اگر مذبح یا کوڑی



خانہ میں نماز پڑھے تو بھی نماز صحیح نہ ہوگی ، کیونکہ اس کے لئے جیسی جگہ شرط ہے یہ ویسی جگہ نہیں ہے  
 ۲-حج: اس کی بھی مشروعیت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿

﴿

[

"اللہ نے ان لوگوں پر جو اسکی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے " اور رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو! اللہ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو" (رواہ مسلم)

اب یہ دیکھو کہ کیا بندہ کو یہ حق ہے کہ جس طرح چاہے اور جب چاہے حج کر لے؟ یہاں بھی جواب نہیں میں ہے ، بلکہ اس کے ذمہ لازم ہے کہ چاروں حیثیتوں کی رعایت کرے ورنہ تو اسکا حج صحیح نہ ہوگا ، یعنی کمیت (مقدار) کی ، پس طواف اور سعی میں شوط (چکر) کے عدد کی رعایت کرے ، اگر عمداً اس میں کمی یا زیادتی کی تو وہ فاسد ہو جائگا ، اور کیفیت کی رعایت کرے ، چنانچہ اگر طواف احرام سے پہلے کر لیا ، یا سعی طواف سے پہلے کر لی تو حج صحیح نہ ہوگا ، اور وقت کی رعایت کرے ، چنانچہ اگر وقوف عرفہ ذی الحجہ کے علاوہ کسی اور وقت ہو تو صحیح نہ ہوگا ، اور جگہ اور مقام کی رعایت کرے ، چنانچہ اگر بیت الحرام کے سوا کسی اور جگہ کا طواف کرے یا صفا و مروہ کے علاوہ کسی دوسری دو جگہوں کے درمیان سعی کرے یا عرفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ وقوف کرے تو حج نہ ہوگا .

۳-روزہ: یہ بھی عبادت مشروعہ ہے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ : ﴿

﴿

[

کیا گیا ہے اور رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو پس اگر بدلی ہو جائے تو شعبان کو تیس دن پورا کرلو" (بخاری و مسلم)

اب کیا بندہ کو یہ حق حاصل ہے جس طرح چاہے اور جب چاہے روزہ رکھے، جواب نہیں میں ہے، بلکہ چاروں حیثیتوں کی رعایت ضروری ہے، یعنی کمیت (مقدار) کی، پس اگر انتیس یا تیس سے کم رکھے گا تو روزہ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایک دن یا کئی دن کا اضافہ کرے گا، تب بھی صحیح نہ ہوگا کیونکہ اس نے مقدار اور تعداد میں خلل پیدا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (ولتکملوا العِدَّة) "اور تاکہ تم شمار پورا کرو" اسی طرح کیفیت کی رعایت بھی ضروری ہے، اگر اس میں بھی اس نے تقدیم و تاخیر کر دی کہ رات میں روزہ رہا اور دن میں افطار کیا تو یہ بھی صحیح نہیں اور زمانہ کی بھی رعایت ضروری ہے، چنانچہ اگر رمضان کے بدلہ شعبان یا شوال میں روزہ رہا تو یہ بھی صحیح نہیں، اور جگہ اور مکان کی بھی رعایت ضروری ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے، جو روزہ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، لہذا اگر حائضہ یا نفاس والی عورت روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اسی طرح تمام عبادتوں کا حال ہے کہ اسی وقت صحیح اور قبول ہوتی ہیں جب ان کے تمام شرائط کی رعایت کی جائے، اور وہ شرائط یہ ہیں:

۱- یہ کہ ان کی مشروعیت وحی الہی سے ہوئی ہو، کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ (من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو ردّ) (مسلم)

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے" یعنی قابل قبول نہیں۔

۲- یہ کہ اسکو صحیح طور پر ادا کرے اور چاروں حیثیات یعنی کمیت و مقدار اور کیفیت یعنی وہ طریقہ جس کے مطابق وہ عبادت ادا کی جائے اور زمانہ جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور جگہ جو اس کے لئے متعین کی گئی ہے اس کا لحاظ اور اسکی رعایت ہو۔

۳- اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس میں کسی اور کو خواہ وہ کوئی بھی ہو اللہ کا شریک نہ ٹھرائے

اے مسلمان بھائی! اس وجہ سے بدعت باطل اور گمراہی ہے، باطل تو اسلئے ہے کہ وہ روح کو پاک نہیں کرتی، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی

مشروع کی ہوئی نہیں ہے ، یعنی اس کے لئے اللہ اور رسول ﷺ کا حکم نہیں ہے ، اور ضلالت و گمراہی اس لئے ہے کہ بدعت نے بدعتی کو حق سے جھٹکا دیا اور اس شرعی عمل سے اس کو دور کر دیا جو اس کے نفس کا تزکیہ کرتا اور جس پر اس کا پروردگار اس کو جزا و ثواب عطا کرتا .

**تنبیہ:** برادر مسلم! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو عبادت کتاب و سنت سے مشروع ہے یعنی جس کے لئے اللہ و رسول کا حکم ہے کبھی کبھی اس میں بدعت خواہ اس کی کمیت میں یا اس کی کیفیت یا زمان و مکان میں داخل ہو جاتی ہے ، اور وہ اس عبادت کرنے والے کے عمل کو غارت کر دیتی ہے اور اس کو ثواب سے محروم کر دیتی ہے ، یہاں پر ہم آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتے ہیں " ذکر اللہ " اللہ کے ذکر کی یہ ایک عبادت ہے جو کتاب و سنت سے مشروع ہے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ( یا ایہا اللذین آمنوا أذکروا اللہ کثیراً ) " اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے

ذکر کرو " اور رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " اس شخص کی مثال جو رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ، زندہ اور مردہ کی مثال ہے " (بخاری) (۱)

اور اس کی مشروعیت کے باوجود بہت سے لوگوں کے یہاں اس میں بدعت داخل ہو گئی ہے ، اور اس بدعت نے ان کے ذکر کو تباہ کر دیا اور ان کو اسکے ثمرہ اور فائدہ یعنی تزکیہ نفس ، صفائے روح اور اس پر چلنے والے اجر و ثواب اور خوشنودی الہی سے ان کو محروم کر دیا ، کیونکہ بعض لوگ غیر مشروع الفاظ سے ذکر کیا کرتے ہیں مثلاً " اسم مفرد " اللہ، اللہ ، اللہ ، یا ضمیر غائب مذکر ہو ، ہو ، ہو سے ذکر کرنا ، اور بعض لوگ دسیوں مرتبہ حرف نداء کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے ہیں ،

اور اس سے کچھ سوال و دعا نہیں کرتے ، اس طرح جیسے یا لطیف ، یا لطیف ، یا لطیف اور بعض آلات طرب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں ، اور بعض لوگ الفاظ مشروعہ مثلاً " لا الہ الا اللہ " کے ساتھ ہی ذکر کرتے ہیں لیکن جماعت بنا کر ایک آواز کرتے ہیں یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جس کو شارع نے نہ خود کیا ہے ، نہ اسکے کرنے کا حکم دیا ہے ،

(۱) اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں " اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ، اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ، زندہ اور مردہ کی مثال ہے .

اور نہ اسکی اجازت دی ہے، ذکر تو ایک فضیلت والی عبادت ہے لیکن اس کی کمیت اور کیفیت اور ہیئت و شکل میں جو بدعت داخل ہوگئی اس کی وجہ سے اس کا کرنے والا اس کے اجر و ثواب سے محروم ہو گیا،

اب آخر میں معزز قارئین کے سامنے اس مفید مقدمہ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے عرض کر رہا ہوں کہ: بندہ جس عمل کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے تاکہ دنیا میں فضائل نفس کی تکمیل اور اپنے معاملہ کی درستگی کر لینے کے بعد آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائے اور اس کے قرب میں دائمی نعمت سے سرفراز ہو، وہ عمل اور عبادت وہی ہوسکتی ہے جو مشروع ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کا حکم فرمایا ہو، یا اپنے رسول ﷺ کی

زبانی جس کی ترغیب دی ہو اور یہ کہ مومن اس کو صحیح طریقہ سے ادا کرے اور چاروں حیثیات یعنی کمیت و کیفیت اور زمان و مکان کی رعایت کرے اور ساتھ ہی اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص بھی ہو، پس اگر عبادت کی مشروعیت وحی الہی سے ثابت نہیں ہے تو وہ بدعت اور ضلالت ہے، اور اگر مشروع ہے لیکن اس کی ادائیگی میں خلل اور رخنہ ہے کیونکہ اس میں اس کی چاروں حیثیات کی رعایت نہیں ہے یا اس میں بدعت داخل ہوگئی ہے تو بھی وہ قربت فاسدہ اور عبادت فاسدہ ہے، اور اگر اس میں شرک کی آمیزش ہوگئی تو پھر وہ غارت ہوجانے والی اور بالکل باطل عبادت ہے جس سے نہ کوئی راحت پہنچ سکتی ہے، اور نہ وہ کوئی بلا اور مصیبت دور کرسکتی ہے، والعیاذ باللہ .

# مفید تکملہ

## سنت اور بدعت کا بیان

بدعت کی تعریف سے پہلے سنت کی تعریف ضروری ہے کیونکہ سنت کا تعلق فعل اور عمل سے ہے اور بدعت کا تعلق ترک سے ہے اور فعل ترک پر مقدم ہوتا ہے ، نیز سنت کی تعریف سے بدعت کی تعریف بھی بدیہی طور پر معلوم ہو جائے گی .

**سنت کیا ہے :** سنت کے معنی لغت میں "طریقہ متبعہ" (وہ طریقہ جس کی پیروی کی جائے) اس کی جمع "سنن" ہے اور شریعت میں سنت سے مراد وہ اچھے طریقے ہیں جن کو رسول ﷺ نے اپنی امت کے

لئے اللہ کے حکم سے مشروع فرمائے ہیں . نیز وہ آداب و فضائل جن کی آپ نے ترغیب دی ہے تاکہ ان سے آراستہ ہو کر کمالات و سعادت حاصل ہو ، پس اگر وہ سنت ایسی ہے کہ آپ نے اس کے انجام دینے اور اس کی پابندی کا حکم فرمایا ہے تو وہ ان سنن واجبہ میں سے ہے جن کا ترک کرنا مسلمان کو جائز نہیں ہے ، ورنہ تو وہ سنن مستحبہ ہیں جن کے کرنے والے کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک کرنے والے کو عقاب نہ ہوگا

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کے قول سے سنت کا ثبوت ہوتا ہے ، اسی طرح آپ کے فعل اور تقریر (یعنی آپ کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا اور آپ اس پر خاموش رہے) سے بھی ثابت ہو جاتی ہے ، نبی کریم ﷺ نے جب کوئی فعل کیا اور پابندی کے

ساتھ اس کو بار بار آپ کرتے رہے تو وہ فعل امت کے لئے سنت ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی کو دلیل سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل آپ کی خصوصیات میں سے ہے ، مثلاً آپ کا متواتر روزے رکھنا ، اور اگر آپ نے صحابہ کے درمیان کوئی چیز دیکھی یا سنی اور وہ چیز کئی مرتبہ ہوئی اور آپ نے اس کی نکیر نہیں فرمائی تو وہ بھی سنت ہو جائے گی ، کیونکہ آپ نے اس کی تقریر اور تثبیت فرمادی ، لیکن اگر یہ فعل اور دیکھنا اور سننا بار بار نہ ہو تو یہ سنت نہ ہوگا کیونکہ "سنت" کا لفظ تکرار سے مشتق ہے اور غالباً وہ "سنّ السکین" (یعنی

چھری کو دھاربنانے والے اوزار پر باربار رکھا یہاں تک کہ وہ دھار والی ہوگئی ( سے ماخوذ ہے . جو کام آپ ﷺ نے ایک بار کیا اور پھر

دوبارہ اسکو نہیں کیا اور وہ فعل سنت نہیں ہوا اسکی مثال یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی عذر سفر یا مرض یا بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا ، اسی لئے یہ تمام مسلمانوں کے نزدیک قابل اتباع سنت نہیں ہے ، جو کام آپ کے سامنے ایک مرتبہ کیا گیا اور آپ اس پر خاموش رہے اور اس کو برقرار رکھا ، جس کی وجہ سے وہ ایسی سنت نہ قرار پائی جس پر مسلمان عمل کریں ، اس کی مثال یہ واقعہ ہے کہ: " ایک عورت نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو سفر سے سلامتی کے ساتھ واپس لایا تو وہ اس خوشی میں اپنے سر پر دف رکھ کر بجائے گی چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا" (ابوداؤد ترمذی) اور رسول ﷺ نے اسکو نہ روک کر اس کو برقرار رکھا لیکن یہ ایک ہی بار ہوا اس لئے یہ عمل سنت نہیں قرار پایا ، کیونکہ یہ باربار نہیں ہوا۔

اور اسکی مثال کہ جو رسول ﷺ نے باربار کیا ہو اور وہ بلا کسی نکیر کے سنت بن گیا جس پر مسلمان عمل کرتے ہیں وہ فرض نماز کے بعد صف کے سامنے آپ ﷺ کا اپنا چہرہ کر کے بیٹھنا ہے ، آپ ﷺ نے بیٹھنے کی اس ہیئت کا حکم نہیں فرمایا ، لیکن آپ نے اسکو کیا اور سینکڑوں بار کیا ، اسلئے یہ ہر امام جو لوگوں کو نماز پڑھائے اس کے لئے سنت بن گیا .

اور اسکی مثال کہ جس کو آپ نے باربار دیکھا اور سنا ، اور اس کو برقرار رکھا اس لئے وہ عمل سنت ہو گیا ، جنازہ کے آگے اور اس کے پیچھے چلنا ہے ، کیونکہ آپ ﷺ صحابہ کو دیکھتے تھے کہ بعض حضرات جنازہ کے پیچھے چل رہے ہیں اور بعض اس کے آگے ، اور آپ نے یہ باربار دیکھا ، اور خاموش رہے ، اس طرح اس عمل کو برقرار رکھا ، اس لئے جنازہ کے پیچھے اور اس کے آگے چلنا ایک سنت بن گیا جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے .

**میرے بھائی!** جیسا کہ بیان ہوا کہ یہی سنت ہے اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور اسی کے ساتھ چاروں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کو بھی ملا لو، کیونکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (فعلیکم بسنتی

وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى عضوا عليها بالنواجذ) (ابوداؤد ترمذی) "تمہارے اوپر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی لازم ہے اس کو دانت سے پکڑ لو یعنی مضبوطی سے"

**بدعت:** اب رہی بدعت تو یہ سنت کی نقیض اور ضد ہے جو (ابتدع الشيء) "بغیر کسی پہلی مثال کے کوئی نئی چیز نکالنا" سے مشتق ہے اور شریعت کی اصطلاح میں ہر اس چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کو

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول ﷺ کی زبان سے مشروع نہ فرمایا ہو، خواہ وہ عقیدہ ہو یا قول یا فعل ہو اور آسان عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ بدعت ہر وہ چیز ہے جو رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ

کے زمانہ میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو کہ اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت اور اسکا قرب حاصل کیا جاتا ہو، خواہ عقیدہ ہو یا قول و عمل اور خواہ اس کو کتنا ہی تقدس دینی اور قربت و طاعت کا رنگ دیا گیا ہو

اب ہم **بدعت اعتقادی، بدعت قولی، اور بدعت عملی** میں سے ہر ایک کی مثال دے کر بدعت کی حقیقت واضح کریں گے۔ واللہ یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

**بدعت اعتقادی:** بہت سے مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اولیاء اللہ کا بھی اس دنیا سے متعلق ایک انتظامی نظام ہے جو "خفیہ حکومت" سے بہت زیادہ مشابہ ہے جس کے ذریعہ معزولی و تقرری، عطا و منع، ضرر و نفع کے کام انجام پاتے ہیں اور یہ لوگ اقطاب و ابدال کہلاتے ہیں اور بہت مرتبہ ہم نے لوگوں کو اس طرح فریاد کرتے سنا کہ اے انتظام عالم سے تعلق رکھنے والے مردان خدا! اور اے اصحاب تصرف!

اسی طرح یہ اعتقاد کہ اولیاء کی ارواح اپنی قبروں میں ان لوگوں کی شفاعت کرتی ہیں اور ان کی ضروریات پوری کرتی ہیں جو ان کی زیارت کو جاتے ہیں، اسی واسطے وہ لوگ ان کے پاس اپنے مریضوں کو لے جاتے ہیں تاکہ ان سے شفاعت کروائیں، وہ لوگ

کہتے ہیں کہ " جو شخص اپنے معاملات سے تنگ اور عاجز آگیا ہوتو اس کو اصحاب قبور کے پاس آنا چاہئے " (موضوع حدیث) اسی طرح یہ عقیدہ کہ اولیاء اللہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اور لوح محفوظ میں دیکھ لیتے ہیں اور ایک قسم کا تصرف کیا کرتے ہیں ، خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ اسی لئے وہ ان کے لئے محفلیں قائم کرتے ہیں ' اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور خاص خاص رسومات کے ساتھ ان کا عرس مناتے ہیں -

یہ اور اس طرح کی بہت سی اعتقادی بدعتیں ہیں ، جو رسول ﷺ کے زمانے میں موجود نہیں تھیں ، اور نہ صحابہ کے زمانہ میں ، اور نہ ان تینوں زمانوں میں جس کے صلاح و خیر کی رسول ﷺ کی اس حدیث میں شہادت آئی ہے (خیر القرون قرنی ثم اللذین یلونہم ثم اللذین یلونہم (بخاری و مسلم) "یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے ، پھر ان لوگوں کا جو ان سے متصل ہیں پھر ان کا جو ان سے متصل ہیں"

**بدعت قولی:** اس کی مثال اللہ تعالیٰ سے اس طرح سوال کرنا ہے کہ اے اللہ! بجاہ فلاں اور بحق فلاں ہماری دعا قبول فرمالمے ، اس طرح دعا کرنے کی عام عادت ہو گئی ہے ، جس میں چھوٹے ، بڑے اول و آخر اور جاہل و عالم سب مبتلا ہیں ، اس کو لوگ بہت بڑا وسیلہ سمجھتے ہیں ، کہ اس پر اللہ تعالیٰ وہ چیزیں عطا فرماتے ہیں ، جو دوسرے طریقہ سے نہیں عطا فرماتے ، اس وسیلہ کے انکار کی کوئی کوشش جرأت بھی نہیں کر سکتا ، کیونکہ ایسا شخص دین سے خارج اور اولیاء و صالحین کا دشمن سمجھا جاتا ہے جب کہ یہ بدعت قولیہ جس کا نام وسیلہ ہے رسول ﷺ اور سلف صالح کے عہد میں موجود نہ تھی ، اور نہ کتاب و سنت میں اس کا کوئی ذکر ہے ، اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے کہ **فرقہ باطنیہ کے غالی بددین لوگوں نے** اس کو ایجاد کیا تاکہ اس طرح وہ مسلمانوں کو ان مفید اور نافع وسائل سے روک دیں جن سے مسلمانوں کی پریشانیاں دور اور ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں ، جیسے نماز و صدقہ ، اور ادعیہ و انکار ماثورہ وغیرہ۔ اسی بدعت قولی میں سے وہ بھی ہے جو اکثر **متصوفین** کے یہاں متعارف ہے ، یعنی ذکر کے حلقے قائم کرنا ، کبھی ہو ، ہو ، ہی ، ہی ، کے الفاظ سے اور کبھی اللہ ، اللہ کے الفاظ سے ، اور کھڑے ہو کر اپنی



پوری بلند آواز سے ، اسی طرح ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بے ہوش ہو جاتے ہیں اور یہاں تک کہ بعض خلاف شرع باتیں کرنے لگتے ہیں اور کفر بکنے لگتے ہیں، انہی میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ وہ چھری کہاں مار رہا ہے۔

اسی طرح مدحیہ قصائد و اشعار کا بے ریش لڑکوں اور داڑھی منڈوں کی آواز سے سننا اور عود و مزامیر اور دف کا سننا ہے ، یہ اور اس طرح کی قولی بدعات بہت ہیں ، حالانکہ اللہ کی قسم! یہ ساری چیزیں رسول ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے

زمانے میں نہیں تھیں ، بلکہ یہ سب زندیقوں ، دین اسلام میں تخریب پیدا کرنے والوں اور امت محمدیہ میں فساد پیدا کرنے والوں کی ایجاد ہے تاکہ مسلمانوں کو مفید اور نافع شئے سے مضر چیز کی طرف اور حقیقت و سنجیدگی سے لہو و لعب کی طرف متوجہ کر دیں

**بدعت فعلی:** اس کی مثال قبروں پر عمارت بنانا ہے اور خاص طور سے ان لوگوں کی قبروں پر جن کی نیکی اور بزرگی کے معتقد ہیں اور ان کی قبروں پر گنبد بنانا اور ان کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور وہاں مقیم ہونا، اور انکے پاس گائے اور بکری ذبح کرنا ، اور وہاں کھانا کھلانا ، یہ ساری چیزیں رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے

یہاں معروف نہ تھیں ، اور اسی طرح ایک بدعت مسجد حرام اور مسجد نبوی سے الٹے پاؤں نکلنا ہے تاکہ خانہ کعبہ یا قبر نبوی کی طرف نکلتے وقت اس کی پشت نہ ہو ، یہ بھی بدعت فعلی ہے ، جو امت کے قرون اولی میں نہ تھی ، لیکن اس کو تشدد پسند لوگوں نے ایجاد کیا ، اسی طرح اولیاء کی قبور کے اوپر لکڑی کے تابوت رکھنا اور اس کو لباس فاخرہ پہنانا اور خوشبو لگانا ، اور چراغاں کرنا بھی بدعت ہے –

**معزز قارئین!** یہ اعتقاد اور قول و عمل کی بدعات کی چند مثالیں ہیں جن پر عبادات کی چھاپ پڑ گئی ہے ، اسی طرح معاملات کے اندر بھی بدعات پیدا ہو گئی ہیں ، مثلاً زانی کے اوپر زنا کی حد قائم کرنے کے بجائے قید میں ڈال دینا ، اسی طرح چور کے اوپر چوری کی حد جاری کرنے کے بجائے قید میں ڈال دینا ، اور مثلاً گھروں ، سڑکوں ، اور

بازاروں میں گانوں کا رواج دینا ، کیونکہ اس طرح کی بیہودہ ، طرب انگیزیاں اور مدح خوانیاں اس امت کے قرون اولی میں نہ تھیں ، اور انہی عملی بدعات میں سے سود کی منصوبہ کاری اور اسکا اعلان نیز اس کا انکار نہ کرنا ہے ، اور اسی طرح عورتوں کا بے پردہ نکلنا اور عام و خاص مقامات میں گھومنا پھرنا اور مردوں کے ساتھ ان کا اختلاط ہے ، یہ ساری چیزیں بدترین بدعات ہیں اور امت اسلامیہ کو انحطاط و زوال کے خطرہ سے دوچار کرنے والی چیزیں ہیں ، جس کے آثار بھی ظاہر ہو گئے ہیں جس کے لئے کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہیں ، ولا حول ولا قوة إلا باللہ العظیم (۱)

(۱) اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے یہاں لا حول الخ کیوں کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ غم دور کرنے کے لئے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "لا حول ولا قوة إلا باللہ" ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے آسان غم ہے ، (رواہ ابن ابی الدنيا وحسنہ السیوطی .

# بدعت اور اصلاحِ ہر سید کے درمیان فرق

برادران محترم! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ تشریحِ اسلامی ، جو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے ، جو نافع اور نفس کا تزکیہ کرنے والا روح کو پاک کرنے والا ، مسلمان کو دنیا و آخرت کی سعادت و کمال دینے والا ہے ، اس کے اندر کچھ لوگوں نے بدعتِ حسنہ کے نام سے مسلمانوں کے لئے ایسی بدعات ایجاد کیں جن کے ذریعہ انہوں نے سنتوں کو مردہ کر دیا و اور قرآن و سنت والی امت کو بدعت کے سمندر میں غرق کر دیا ، جس کے سبب امتِ اسلام کے اکثر لوگ طریقِ حق اور راہِ ہدایت سے ہٹ گئے اور باہم لڑنے جھگڑنے والے مذاہب پیدا ہو گئے ، اور مختلف راستے اور طریقے نکلے ، جو اس امت کے انحراف کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے . اس کا سبب بدعت کو اچھا سمجھنا ہے ، اور بدعت کو حس قرار دینا ہے ، ایک شخص چند بدعات ایجاد کرتا ہے جو سننِ ہدی کے خلاف ہیں اور کہتا ہے کہ یہ حسن اور اچھی ہیں وہ اپنی بدعت کو رواج دیتے وقت کہتا ہے کہ یہ بدعتِ حسنہ ہے ، تاکہ یہ بدعت مقبول ہو جائے اور اس پر عمل کیا جانے لگے ، حالانکہ ایسا کہنا رسول ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہے ، آپ نے فرمایا ( کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار ) "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے"

افسوس ہے کہ بعض اہل علم اس تضلیل سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق تشریح میں کھلی زیادتی ہے دھوکہ کھا گئے ، اور انہوں نے کہا کہ بدعت میں شریعت کے پانچوں احکام یعنی وجوب ، ندب ، اباحت ، کراہت اور حرام جاری ہوں گے ، لیکن امام شاطبی رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا ، اور میں یہاں پر بدعت کی اس تقسیم پر امام شاطبی رحمہ اللہ کی تردید اور بدعتِ حسنہ کے وجود کے انکار کی تقریر پیش کرتا ہوں ، وہ فرماتے ہیں :

" بدعت کی تقسیم سیئہ اور حسنہ کی طرف اور پانچوں احکام ( وجوب ندب اباحت کراہت حرمت ) کا ان پر جاری کرنا ایک گھڑی ہوئی بات ہے جس کی کوئی دلیل شرعی نہیں ، بلکہ اسکا رد خود اس کے اندر موجود ہے ، کیونکہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہوا کرتی ، نہ نصوص شرع سے اور نہ قواعد شرع سے ، اسلئے کہ اگر وہاں کوئی دلیل شرعی اس کے وجوب یا ندب یا اباحت کی ہوتی تو پھر وہ بدعت نہ ہوتی اور وہ عمل ان اعمال میں داخل ہوتا جن کا حکم دیا گیا ہے یا جن کا اختیار دیا گیا ہے ، لہذا ان اشیاء کو بدعت بھی شمار کرنا ارو اسکے وجوب یا ندب یا اباحت کی دلیل کا بھی ہونا اجتماع متناقضین ہے " (۱)

**محترم قارئین!** آپ نے دیکھا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے بدعت کے حسنہ ہونے کا کس طرح انکار کیا ہے اور رسول ﷺ اسکے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ گمراہی ہے اور اس شخص پر کس طرح نکیر فرمائی جس کا یہ گمان ہے کہ بدعت پر پانچوں احکام جاری ہوتے ہیں (۲)

یعنی یہ کہ بدعت واجب ہوتی ہے یا مندوب ہوتی ہے ، یا مباح ہوتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے یا حرام ہوتی ہے ، کیونکہ بدعت تو وہ ہے جس پر شریعت یعنی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی کوئی دلیل نہ ہو ، اگر اس پر کوئی دلیل شرعی ہو تو وہ دین و سنت ہوگی نہ کہ بدعت ، اس کو خوب سمجھ لو !

اب اگر یہ کہو کہ قرافی جیسے جلیل القدر علماء اس غلطی میں کیسے پڑ گئے اور انہوں نے بدعت میں پانچوں احکام کے جاری ہونے کو کیسے کہ دیا ؟ تو میں جواب میں عرض کروں گا کہ اس کا سبب غفلت ہے اور بدعت کے ساتھ مصالحہ مرسلہ کا اشتباہ اور التباس ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ :

" مصالح مرسلہ " میں " مصالح " مصلحة " کی جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز جو خیر لائے اور ضرر کو دور کرے اور شریعت میں اس کے ثبوت یا نفی کی کوئی دلیل نہ ہو اور یہی " مرسلہ " کے معنی ہیں کہ شریعت میں اس کے اعتبار کرنے کی یا اس کو لغو اور اس کی نفی

(۱) " (الموافقات ج/۱ ص/۱۹۱) (۲) اسکو قرافی رحمہ اللہ نے " الفروق " میں نقل کیا ہے اور افسوس کہ وہ بھی فریب کھا گئے

کی کوئی قید نہ ہو ، اسی لئے بعض علماء نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ " مصالح مرسلہ " ہر وہ منفعت ہے جو شریعت کے مقاصد میں داخل ہو بدون اسکے کہ اس کے اعتبار یا الغاء ( لغو قرار دینے) کا کوئی شاہد اور دلیل ہو " اور شریعت کے مقاصد میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت جلب منافع اور دفع ضرر کی بنیاد پر قائم ہے ، تو جس چیز سے مسلمان کو خیر پہنچے اور شر دور ہو مسلمان کے لئے اسکا استعمال جائز ہے ، بشرطیکہ شریعت نے اس کو کسی ظاہری یا پوشیدہ فساد کی وجہ سے لغو اور باطل قرار نہ دیا ہو " چنانچہ کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ مادی منفعت حاصل کرنے کے لئے زنا کرے اس لئے کہ اس وسیلہ کو جو منفعت کے مثل ہے شارع نے لغو اور باطل کر دیا ہے ، اسی طرح مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ جھوٹ یا خیانت یا سود کے ذریعہ اپنا کوئی ذاتی مقصد پورا کرے یا دولت حاصل کرے کیونکہ ان مصلحتوں اور منفعتوں کو شریعت نے لغو اور باطل کر دیا ہے اور انکا اعتبار نہیں کیا ہے کیونکہ یہ شریعت کے پڑے مقاصد یعنی روح اور جسم کی سعادت کے منافی ہیں .

شارع نے جن چیزوں کا اعتبار کیا ہے اس میں سے بھنگ کی تحریم ہے . کیونکہ اگرچہ اس کی تحریم کی نص نہیں ہے لیکن وہ تحریم شراب میں داخل ہے ، اس لئے یہ نہیں کہا جائے گا کہ بھنگ کی حرمت مصالح مرسلہ میں سے ہے ، کیونکہ شارع نے شراب کو حرام کر دیا ، کیونکہ اس میں ضرر اور نقصان ہے ، اور بھنگ بھی اسی طرح ہے اس لئے وہ شرعی قیاس سے حرام ہے ، اس مصلحت کی وجہ سے نہیں کہ اس کی وجہ سے مسلمان سے شر دفع ہو رہا ہے ، اور اسی قبیل سے مفتی کا مال دار شخص پر کفارہ میں روزہ کا لازم کرنا ہے ، کیونکہ غلام آزاد کرنا ، یا کھانا کھلانا اس کے لئے آسان ہے ، اس لئے مصلحت شرعیہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کہ اس کی بے حرمتی کی مالدار لوگ جرأت نہ کریں ، مالداروں پر روزہ ہی لازم کر دیا جائے ، تو یہ مصلحت باطل ہے ، اس لئے کہ شارع نے اس کے لغو کرنے کا اعتبار کیا ہے اور مصالح مرسلہ وہ ہیں کہ شریعت نے نہ اس کا اعتبار کیا ہو اور نہ اس کو لغو کیا ہو ، اور یہاں پر شارع نے اس کو لغو قرار دیا ہے کیونکہ روزہ کی اجازت اسی وقت دی ہے جب عتق یا اطعام سے

عاجز ہو ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿لَا يَجْزِيكَ الْيَدَانِ﴾

﴿المائدة: ۸۹﴾ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کا کھلانا ہے اس

درمیانہ درجہ سے جس سے تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا ہے ، یا گردن (غلام) آزاد کرنا، پس جو نہ پائے تو تین دن کا روزہ رکھنا، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا لو "

اور کفارہ یمین ہی کی طرح رمضان کے دن میں جماع کرنے کا کفارہ بھی ہے ، لہذا مفتی کو یہ حق نہیں ہے کہ عتق یا اطعام کو چھوڑ کر روزے کا فتویٰ دے ،

محترم قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ مصالح مرسلہ اور وہ چیز جس کا نام بدعت کے جاری کرنے والوں نے بدعت حسنہ رکھا ہے ، یہ ضرورت اور حاجیات اور تحسینات میں ہوا کرتی ہے،

**ضروریات سے مراد** وہ چیزیں ہیں ، جو فرد یا جماعت کی زندگی کے لئے ضروری اور ناگزیر ہیں، اور **حاجیات سے مراد** وہ چیزیں ہیں جو فرد یا جماعت کی حاجت کی ہوں اگرچہ ان کے لئے ضروری اور ناگزیر نہ ہوں ، اور **تحسینات سے مراد** صرف جمالیات و زینت اور آراستگی کی چیزیں ہیں ، نہ وہ ضروری اور ناگزیر ہیں اور نہ ان کی حاجت ہی ہے ، مثال کے طور پر عرض ہے ، حصر مقصود نہیں کہ جیسے مصحف شریف کی کتابت اور قرآن مجید کے جمع و تدوین کا کام جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوا تو یہ عمل بدعت نہیں ہے (۱) ، بلکہ یہ مصالح مرسلہ کے باب سے ہے ، کیونکہ کمی اور زیادتی سے قرآن کی حفاظت اور قرآن کی پوری پوری حفاظت مسلمانوں پر واجب ہے ، تو جب ان کو قرآن کے ضائع ہوجانے کا خوف اور خدشہ ہوا تو انہوں نے اس کا وسیلہ اور ذریعہ تلاش کیا جس سے یہ مقصد حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسکے جمع و تدوین اور اسکی کتابت کی رہنمائی فرمائی ،

(۱) مزید برآں یہ خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے جن کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے

اس لئے ان حضرات کا یہ عمل مصلحت مرسلہ ہے کیونکہ شریعت میں نہ اس کے اعتبار کی دلیل ہے اور نہ اس کے الغاء کی بلکہ وہ مقاصد عامہ میں سے ہے اب اسکے بعد بھی کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ یا بدعت سئیہ ہے ، نہیں ! بلکہ یہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہے .

اور مصالح مرسلہ حاجیہ کی مثال : مسجد میں قبلہ کی طرف محراب بنانا ہے . کیونکہ رسول ﷺ کے زمانہ میں مسجدوں میں محراب نہیں

ہوتے تھے ، جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی اور آدمی مسجد میں داخل ہونے کے بعد قبلہ کی جہت معلوم کیا کرتا تھا ، اور کبھی کوئی شخص نہ ملتا جس سے وہ معلوم کرے تو وہ حیرت میں پڑ جاتا اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مسجد میں قبلہ کی طرف محراب بنایا جائے جس سے اجنبی کو قبلہ معلوم ہو جائے ،

اور اسی کے مثل نماز جمعہ میں اذان اول کی زیادتی ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی کیونکہ جب مدینہ بڑا ہو گیا اور اسلام کا دار الحکومت ہو گیا اور اس کی آبادی اور بازار بہت وسیع ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہوئی کہ وقت سے پہلے اذان دے دی جائے تاکہ خرید و فروخت کی غفلت میں جو لوگ پڑے ہوئے ہیں وہ باخبر اور متنبہ ہو جائیں ، اسکے بعد جب لوگ آجاتے اور وقت ہو جاتا اور مؤذن اذان دیتا، تو آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور نماز پڑھاتے ، اس لئے یہ بدعت نہیں ہے ، کیونکہ اذان نماز کے لئے مشروع ہے . اور کبھی کبھی فجر کی نماز کے لئے بھی دو اذانیں دی جاتیں ، لیکن یہ بھی مصالح مرسلہ میں سے ہے ، جس میں مسلمانوں کا نفع ہے ، اگر چہ یہ ان کی ضروریات سے نہیں ہے لیکن یہ ان کو فائدہ پہنچاتی ہے کہ نماز جو ان پر واجب ہے اس کے وقت کے قریب ہونے پر تنبیہ کرتی ہے ، اور چونکہ شریعت میں مسئلہ محراب یا مسئلہ اذان کے اعتبار یا الغاء کی کوئی دلیل اور شاہد نہیں ہے ، اور دونوں مسئلے مقاصد شرع میں داخل ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ مصالح مرسلہ میں سے ہیں پہلی تو حاجیات (ضرورتوں) کے قبیل سے ہے اور دوسری تحسینات کے قبیل سے .

اور انہی مصالح مرسلہ میں سے جس میں بعض اہل علم غلطی میں پڑ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور اس پر بہت سی بدعات ممنوعہ کو قیاس کر لیا ، مسجد میں مناروں اور اذان گاہوں کا

تعمیر کرنا ہے تاکہ مؤذن کی آواز شہر اور دیہات کے اطراف تک پہنچے، جس سے لوگوں کو وقت کے ہوجانے کا یا وقت قریب ہونے کا علم ہوجائے، اور اذان گاہوں ہی کی طرح امام کا خطبہ اس کی قرأت اور نماز کی تکبیرات سننے کے لئے لاؤڈ اسپیکر لگانا ہے، اور اسی طرح مکاتب میں حفظ قرآن کے لئے اجتماعی قرأت اور تلاوت ہے (۱) یہ ان مصالح مرسلہ میں سے ہے کہ شارع نے جس کے اعتبار کی یا الغاء کی شہادت نہیں دی ہے لیکن یہ مقاصد عامہ کے تحت داخل ہے، اسلئے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں حاصل ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور پھر اس پر اس بدعت کو قیاس کرے جس کو رسول ﷺ نے حرام

قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے (ایاکم ومحدثات الأمور فإن کل محدثۃ بدعة وکل بدعة ضلالة) " تم (دین میں) نئی ایجاد کردہ چیزوں سے بچو، اسلئے کہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

**قاری محترم!** خلاصہ یہ ہے کہ مصالح مرسلہ اور ہیں اور بدعت محدثہ اور، مصالح مرسلہ بالذات مقصود و مطلوب نہیں ہوتیں بلکہ کسی واجب کی حفاظت یا اس کی ادائیگی کے وسیلہ کے طور پر مطلوب ہوتی ہیں یا پھر کسی مفسدہ کو دفع کرنے کے لئے ان کا ارادہ کیا جاتا ہے، لیکن بدعت تو ایک شریعت سازی ہے، جو شریعت الہی کے مشابہ ہے اور وہ بالذات مقصود ہوتی ہے، اور وہ جلب منفعت یا دفع مضرت کے لئے وسیلہ نہیں ہوتی، اور وہ تشریح جو مقصود بالذات ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ایسی عبادت وضع کرنے پر قادر نہیں ہے جو انسانی نفس میں تطہیر و تزکیہ کا عمل کر سکے، انسان کبھی بھی اسکا اہل نہیں ہو سکتا،

(۱) بلاد مغرب میں اس مسئلہ پر بے حد قیل وقال ہے کیونکہ تونس، جزائر اور مراکش کے لوگ بعض نمازوں کے بعد حزب پڑھتے ہیں یعنی بیک آواز اجتماعی قرأت کرتے ہیں، اور قرأت کی یہ ہیئت بدعت ہے۔ بعض اہل علم نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ یہ بعد کی ایجاد اور بدعت ہے، جو عہد سلف میں معروف نہ تھی، اور بعض اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے اسلئے کہ یہ حفظ قرآن کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اور ان لوگوں سے میں نے جو بات کہی وہ دونوں آراء کی جامع تھی وہ یہ کہ اگر اس اجتماعی قرأت سے مراد تعبد اور عبادت ہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ محدثہ اور بدعت ہے اور اگر اس سے مراد قرآن کی حفاظت ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہو تو ان مصالح مرسلہ میں سے ہے جس کی اجازت اہل علم دیتے ہیں واللہ اعلم۔



اس لئے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنی حد میں رہے ، اور وہی طلب کرے جو اس کے لئے مناسب ہے اور جو چیز اس کے لئے مناسب نہیں ہے اس کو ترک کر دے اس لئے کہ یہی اس کے لئے بہتر اور باعث سلامتی ہے

\*\*\*\*\*

## محفل مولود اسلام کی نظر میں

لفظ موالد، مولد کی جمع ہے، اس کے معنی اور مطلب ہر اسلامی ملک میں ایک ہی ہیں، البتہ یہ لفظ خاص "مولد" (مولود) ہر اسلامی ملک میں نہیں بولا جاتا، کیونکہ مغرب اقصیٰ یعنی مراکش کے لوگ اس کو "مواسم" کے نام سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے مولائی ادریس کا موسم، اور مغرب اوسط یعنی جزائر کے لوگ اس کو "زرد" کا نام دیتے ہیں جو "زردہ" کی جمع ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے "سیدی ابو الحسن شاذلی کا زردہ" اور اہل مصر اور شرق اوسط کے لوگ اس کو "مولد" کہتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں "سیدہ زینب کا مولد" یا "سید بدوی کا مولد"

اہل مغرب اس کو "مواسم" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اسے سال میں ایک مرتبہ کرتے ہیں، اور اہل جزائر اس کو "زردہ" اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ اس میں وہ کھانے کھائے جاتے ہیں جو ان مذبح جانوروں سے پکتے ہیں جو وہاں ولی کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں یا اس کے اوپر چڑھائے جاتے ہیں، جیسی بھی اس چڑھاوا چڑھانے والے کی نیت ہوتی ہے، اور بعض لوگ اس کو "حضرة" کہتے ہیں یا تو اس وجہ سے کہ وہاں اس ولی کی روح آتی ہے، خواہ توجہ اور برکت ہی کے طور پر یا اس وجہ سے کہ وہاں یہ جشن منانے والے آتے ہیں اور قیام کرتے ہیں، یہ تو وجہ تسمیہ تھی، اب رہے وہ اعمال جو وہاں ہوتے ہیں، تو وہ ہر ملک کے لوگوں کے شعور اور فقر و غناء کے اعتبار سے کیفیت اور کمیت میں مختلف ہیں، لیکن ان میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ درج ذیل ہے:

- ۱- جس ولی کے لئے یہ موسم یا زردہ یا مولد یا حضرة قائم کیا گیا ہے اس کے لئے نذر و نیاز اور جانور ذبح کرنا .
- ۲- اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط
- ۳- رقص و سرود اور مختلف دف و مزامیر و باجے بجانا .
- ۴- خرید و فروخت کے لئے بازار لگانا، لیکن یہ مقصود نہیں ہوتا، مگر تاجر لوگ ایسے بڑے بڑے مجموعوں میں نفع اندوزی کرتے ہیں اور وہاں اپنا سامان تجارت لے جاتے ہیں جب سامان سامنے آتا ہے اور لوگ اس کو طلب کرتے ہیں تو اس طرح بازار قائم ہی ہو جاتا ہے، مثال کے لئے منی اور عرفات کے بازار کا فی ہیں .

۵- ولی یا سیّد سے فریاد طلب کرنا اور ان سے استغاثہ کرنا اور شفاعت اور مدد طلب کرنا اور اپنی ہر وہ حاجت اور مرغوب چیز مانگنا جس کا حصول دشوار ہو حالانکہ یہ شرک اکبر ہے والعیاذ باللہ.

۶- کبھی کبھی فسق و فجور اور شراب نوشی وغیرہ بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ ہر ملک اور ہر مولد میں نہیں ہوتا .

۷- حکومتیں ان مواسم کو قائم کرنے کے لئے سہولتیں فراہم کرتی ہیں ، اور کبھی کبھی مال یا گوشت یا کھانا وغیرہ دے کر بھی اس میں حصہ

لیتی ہیں، حتیٰ کہ فرانس بھی مغرب کے تینوں ملکوں میں اس سلسلے میں تعاون کیا کرتا تھا ، یہاں تک کہ ٹرین کے کرایہ میں تخفیف کردی جاتی تھی ، اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر بھی اسی طرح کرتی ہے ، اور عجیب ترین بات اس سلسلہ میں جو ہم نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ جنوبی یمن کی حکومت جو کہ خالص کمیونسٹ نظریہ کی ہے وہ بھی ان موالد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے ، اگرچہ یہ حوصلہ افزائی خاموشی اختیار کر کے ہو ، مجھے یہ بات خود جنوبی یمن کے لوگوں نے بتائی ، حالانکہ یہی وہ حکومت ہے جس نے تمام اسلامی عقائد ، عبادات اور احکام کا انکار کر دیا ، اور یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ عرس میلاد صرف اسلام کو نقصان پہنچانے ہی کے لئے اور اسکا خاتمہ ہی کرنے کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں ، اور اسی سبب ان موالدو مواسم اور زردہ و حضرة کا حکم اسلام میں بالکل اور قطعاً ممانعت اور حرمت ہے ، اور یہ اس لئے کہ یہ بدعات عقیدہ اسلامیہ کو پامال کرنے اور مسلمانوں کے حالات کو تباہ کرنے کی بنیاد پر قائم ہیں ، جس کی دلیل یہ ہے کہ اہل باطل ان بدعات کی نصرت اور تعاون کرتے ہیں اور اس کے ساتھ پوری ہمنوائی کرتے ہیں ، اور اگر اس میں کوئی ایسی چیز ہوتی جو روح اسلامی کو بیدار کرتی ہو یا مسلمانوں کے ضمیر کو حرکت میں لاتی ہو تو تم ان باطل حکومتوں کو دیکھتے کہ وہ ان سے جنگ اور ان کے خاتمہ کے درپے ہو جاتیں.

کیا غیر اللہ سے دعا کرنا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا اور ان کے لئے نذرونیاز ماننا شرک کے سوا کچھ اور ہے جو باطل اور حرام ہے ، اور ان عرس و میلاد کی محفلوں کی ساری بنیاد ہی اس پر قائم ہے اور کیا رقص و سرود اور عورتوں مردوں کا اختلاط فسق و فجور اور حرام کے سوا اور کچھ ہے ؟ یہ عرس و میلاد اور مواسم جب ان چیزوں سے خالی نہیں تو بھلا یہ حرام کیسے نہ ہوں گے ، اور کیا ان عرس و موالدکو

رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ اور صحابہ کے تابعین بھی جانتے تھے

؟ جواب یہی ہے کہ نہیں نہیں! تو پھر جو چیز رسول ﷺ اور آپ کے

اصحاب کے زمانہ میں دین نہ رہی ہو کیا وہ اب دین ہو جائے گی؟ اور جو چیز دین نہ ہوگی تو وہ بدعت ہوگی اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے، امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے اس گانے کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کی بعض اہل مدینہ رخصت دیا کرتے تھے، تو آپ نے پوچھنے والے سے کہا کہ کیا گانا حق ہے؟ تو اس نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں، پس یہ موالد و مواسم بشمول ان چیزوں کے جو ان میں حق ہے، اور جو حق نہیں ہے، باطل ہی ہیں، کیونکہ حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اور اب مولود نبوی شریف سے وہ اجتماعات مراد ہیں جو مسجدوں میں اور مالدار مسلمانوں کے گھروں میں ہوتے ہیں، جو اکثر پہلی ربیع الأول سے بارہ ربیع الأول تک ہوتے ہیں، جن میں سیرت نبویہ کا کچھ حصہ پڑھا جاتا ہے، مثلاً نسب پاک، قصہ ولادت اور حضور ﷺ کے

بعض جسمانی اور اخلاقی شمائل اور خصوصیات اور ساتھ ہی بارہ ربیع الأول کو عید کا دن مناتے ہیں، جس میں اہل و عیال پر خرچ کرنے پر وسعت کرتے ہیں اور مدارس و مکاتب بند کر دئے جاتے ہیں اور بچے اس دن طرح طرح کے کھیل کود کھیلتے ہیں، یہ مولود وہ ہے جو ہم بلاد مغرب میں جانتے تھے، لیکن جب ہم بلاد مشرق میں آئے تو ہم نے دیکھا کہ یہاں مولود سے مراد وہ اجتماعات ہیں جو مالداروں اور خوشحال لوگوں کے گھروں میں مولود نبوی شریف کی یاد گار کے طور پر منعقد ہوتے ہیں، اور وہ ان کے یہاں ماہ ربیع الأول اور بارہ ربیع الأول کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ موت و حیات یا کسی بھی نئی بات کے موقع پر یہ محفل قائم کر لیتے ہیں۔

اسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کئے جاتے ہیں کھانا تیار ہوتا ہے دوست و احباب ورشتہ دار اور تھوڑے سے فقیر و محتاج لوگ بھی بلائے جاتے ہیں، پھر سب لوگ سننے کے لئے بیٹھتے ہیں، ایک خوش آواز نوجوان آگے بڑھتا ہے، اور اشعار پڑھتا ہے اور مدحیہ قصیدے ترنم کے ساتھ پڑھتا ہے، اور سننے والے بھی اس کے ساتھ

صلوات پڑھتے ہیں (۱) اس کے بعد ولادت مبارکہ کا قصہ پڑھتا ہے ، اور جب یہاں پہنچتا ہے کہ حضرت آمنہ کے شکم مبارک سے آپ مختون پیدا ہوئے ، تو سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ دیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت آمنہ کے شکم مبارک سے پیدائش کا تخیل باندھ کر تعظیم و ادب کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں ، پھر دھونی اور خوشبو لائی جاتی ہے ، اور سب لوگ خوشبو لگاتے ہیں ، اس کے بعد حلال مشروب کے پیالے آتے ہیں ، اور سب لوگ پیتے ہیں پھر کھانے کی قابیں پیش کی جاتی ہیں ، اس کو لوگ کھا کر اس اعتقاد کے ساتھ واپس ہوتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہ الہی میں بہت بڑی قربت پیش کر کے اللہ کا تقرب حاصل کر لیا ہے .

یہاں اس بات پر متنبہ کر دینا ضروری ہے کہ اکثر قصیدے اور مدحیہ اشعار جو ان محفلوں میں ترنم کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں وہ شرک اور غلو سے نہیں خالی ہوتے ، جس سے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے

جیسا کہ آپ کا فرمان ہے (لاتطرونی کما أطرت النصارى عیسیٰ ابن مریم وإنما أنا عبد اللہ ورسولہ ، فقولوا عبد اللہ ورسولہ) (بخاری و مسلم) "تم مجھے حد سے نہ بڑھانا ، جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو حد سے بڑھایا ، میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ، پس اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہو" اسی طرح یہ محفلیں ایسی دعاؤں پر ختم ہوتی ہیں جس میں توسل کے غیر شرعی الفاظ اور شرکیہ حرام کلمات ہوتے ہیں ، کیونکہ اکثر حاضرین عوام ہوتے ہیں ، یا اس باطل کی محبت میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں جن سے علماء نے منع فرمایا ہے ، جیسے بجاہ فلاں اور بحق فلاں کہ کر دعا کرنا والعیاذ باللہ تعالیٰ ، واللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا .

یہ ہے وہ مولد جو اپنے ایجاد کے زمانہ یعنی ملک مظفر کے عہد سنہ ۶۲۵ھ سے آج تک چلی آرہی ہے .

اب رہا شریعت اسلامیہ میں اس کے حکم کا سوال تو اس کا فیصلہ ہم قاری کے لئے چھوڑ دیتے ہیں ، کیونکہ جب اس بحث سے یہ معلوم ہو گیا کہ میلاد ساتویں صدی کی پیداوار ہے ، اور ہر وہ چیز جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو ، وہ بعد والوں کے لئے بھی دینی حیثیت اختیار نہ کرے گی ، اور جو مولود آج لوگوں کے درمیان رائج ہے ،

یہ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کے عہد میں اور قرون مشہود لہا بالخیر میں اور ساتوں صدی کی ابتداء تک جو کہ فتنوں اور آزمائشوں کی صدی تھی نہیں موجود تھا ، پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ بلکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے (ایا کم ومحدثات الأمور فإن کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة ) (رواہ اصحاب السنن) "کہ تم (دین میں) ہر نئی ایجاد کردہ چیز سے بچو کونکہ ہر بدعت گمراہی ہے "

حکم شرع کی مزید وضاحت کے لئے ہم کہتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دین میں نکالی ہوئی نئی باتوں سے پرہیز کا حکم دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہر ایسی نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ، اور امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد امام شافعی رحمہ اللہ علیہ ( اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابن ماجشون رحمہ اللہ سے فرمایا ) سے فرمایا کہ : " کہ ہر وہ چیز جو رسول ﷺ اور آپ

کے اصحاب کے زمانہ میں دین نہیں تھی ، وہ آج بھی دین نہیں بنے گی " اور فرمایا کہ : " جس نے اسلام کے اندر کوئی بدعت نکالی اور اس کو اچھا سمجھا تو اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت کے

پہنچانے میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے ﴿مَنْ يُدْرِكْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِذْ يَخْرُجُونَ﴾

﴿المائدة: ۳﴾ [ آج کے دن تمہارے لئے ، تمہارے دین کو میں نے

کامل کر دیا ، اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کر لیا " ]

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ " ہر وہ چیز جو کتاب و سنت اور اجماع کے خلاف کی جائے تو وہ بدعت ہے " تو کیا مروجہ میلاد نبوی بدعت نہ ہوگا ، جب کہ وہ رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت نہ تھی ، اور نہ سلف صالح کا عمل تھا ، بلکہ تاریخ اسلام کے تاریک دور میں اس کی ایجاد ہوئی ، جب کہ فتنے پیدا ہوچکے تھے ، اور مسلمانوں میں اختلاف پھوٹ چکا تھا ، پھر اگر ہم یہ تسلیم ہی کر لیں کہ میلاد قربت کی چیز ہے بایں معنی کہ وہ عبادت شرعیہ ہے جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عذاب سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبادت کو مشروع کس نے کیا ، اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے ؟ جواب یہ ہے کہ کسی نے نہیں ، پھر یہ عبادت کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کو مشروع نہیں کیا ، یہ محال ہے ، دوسرے یہ کہ عبادت کے لئے چار حیثیتیں ضروری ہیں یعنی کمیت و مقدار ، کیفیت اور زمان و مکان ، اور کون ان حیثیات کو ایجاد اور ان کی حد بندی کر سکتا ہے ؟ کوئی نہیں ، اور جب یہ ہے تو پھر میلاد کسی بھی صورت نہ قربت ہے نہ عبادت ، اور جب یہ نہ قربت ہے اور نہ عبادت تو پھر بدعت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ؟؟

\*\*\*\*\*

## میلاد نبوی اسلام کی نظر میں

### میلاد کی تعریف:

عربی زبان میں میلاد نبوی شریف اس جگہ یا اس زمانہ کو کہتے ہیں جس میں خاتم الأنبياء، امام المرسلین، حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے پس

آپ کی جائے پیدائش (فداہ ابی وامی) ابو یوسف کا وہ گھر ہے جہاں پر آج مکہ مکرمہ میں پبلک لائبریری بن گئی ہے، اور آپ کا زمانہ پیدائش، مشہور ترین اور صحیح ترین روایت کی بناء پر ۱۲ ربیع الأول عام الفیل مطابق اگست ۵۷۰ء ہے۔

لغت کے لحاظ سے لفظ "مولد شریف" کا یہی مطلب ہے اور یہی معنی ہے جس کو مسلمان نزول وحی کے زمانہ سے لے کر سوا چہ صدی تک، یعنی ساتویں صدی کی ابتداء تک جانتے رہے پھر خلافت راشدہ اسلامیہ کے سقوط اور ممالک اسلامیہ کی تقسیم کے بعد اور عقائد و سلوک میں ضعف اور انحراف اور حکومت و انتظامیہ میں فساد کے ظہور کے بعد مولود شریف کی یہ بدعت ضعف و انحراف کا ایک مظہر بن کر ظاہر ہوئی، اس بدعت کو سب سے پہلے ملک شام کے علاقہ اربل (صحیح یہ ہے کہ اربل موصل کا علاقہ ہے) کے بادشاہ ملک مظفر نے ایجاد کیا، غفر الله لنا وله، اور مولد کے موضوع پر سب سے پہلی تالیف ابو الخطاب بن دحیہ کی ہے، جس کا نام "التتویر فی مولد البشر النذیر" ہے جس کو انہوں نے ملک مظفر کے سامنے پیش کیا اور اس نے انہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام دیں۔

اس سلسلہ میں ایک لطیفہ یہ ہے کہ امام سیوطی نے اپنی کتاب "حاوی" میں ذکر کیا ہے کہ ملک مظفر جو اس بدعت مولود کا موجد ہے، اس نے اسی طرح کی محفل مولود کے ایک موقع پر دسترخوان لگوایا، جس پر پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریاں اور دس ہزار مرغیاں اور سو گھوڑے اور ایک لاکھ مکھن اور حلوہ کی تیس ہزار پلیٹیں تھیں، اور صوفیاء کے لئے محفل سماع قائم کی جو ظہر سے لے کر فجر کے وقت تک جاری رہی اور اس میں رقص کرنے والوں کے ساتھ وہ خود بھی رقص کرتا رہا، بہلا وہ امت کیسے زندہ رہ سکتی ہے جس کے



سلاطین درویش ہوں ، اور اس طرح کی غلط محفلوں میں ناچتے ہوں ،  
إِنَّ اللَّهَ وَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

اگر یہ کہا جائے کہ اگر یہ میلاد بدعت ہے تو کیا اس کے کرنے والے  
کو ان نیک اعمال کا بھی ثواب نہ ملے گا جو اس کے اندر ہوتے ہیں  
یعنی ذکر و دعا اور کھانا کھلانے کا ؟

ہم عرض کریں گے کہ کیا ناوقت نماز پڑھنے پر ثواب ملے گا ؟ کیا  
بے موقع صدقہ کرنے میں ثواب ملے گا ؟ کیا نا وقت حج کرنے میں  
ثواب ملے گا ؟ کیا غیر کعبہ کے طواف میں ثواب ملے گا ؟ کیا غیر صفا  
اور مروہ کے درمیان سعی کرنے میں ثواب ملے گا ؟ اگر ان سب کا  
جواب نفی میں ہے تو ان نیک اعمال کے متعلق بھی جو محفل میلاد  
کے ساتھ کئے جاتے ہیں یہی جواب ہوگا کیونکہ ان کے ساتھ بدعت  
لگی ہوئی ہے .

اس لئے کہ اگر وہ صحیح ہو جائے اور مقبول ہو جائے تو پھر احداث فی  
الدین ممکن ہو جائے گا ، حالانکہ یہ رسول ﷺ کے اس ارشاد گرامی  
سے مردود ہے ، آپ نے فرمایا " جس نے ہمارے اس امر (دین) میں  
کوئی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے " .

## میلادِ مبارک کے ثابت کرنے کیلئے جو دلیلیں بیان کی جاتی ہیں وہ غیر کافی ہیں

میلاد منعقد کرنے والے جو پانچ دلیلیں دیتے ہیں ، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شریعت کو چھوڑ کر اتباع نفس کا فرما ہے ، دلیلیں درج ذیل ہیں :-

۱- سالانہ یاد گار ہونا، جس میں مسلمان اپنے نبی ﷺ کی یادگار

مناتے ہیں ، جس سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی عظمت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے

۲- بعض شمائل محمدیہ کا سننا اور نسب نبوی شریف کی معرفت حاصل کرنا -

۳- رسول ﷺ کی پیدائش پر اظہار خوشی ، کیونکہ یہ محبت رسول اور کمال ایمان کی دلیل ہے •

۴- کھانا کھلانا اور اسکا حکم ہے اور اس میں بڑا ثواب ہے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ہو۔

۵- اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی قرأت قرآن اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف کے لئے جمع ہونا .

یہ وہ پانچ دلیلیں ہیں ، جنہیں میلاد کو جائز کہنے والے بعض حضرات پیش کرتے ہیں ، اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ دلیلیں بالکل ناکافی ہیں اور باطل بھی ہیں ، کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چوک ہو گئی تھی جس کی تلافی اس طرح کی گئی ہے کہ ان چیزوں کو ان لوگوں نے مشروع کر دیا ، جن کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود ضرورت کے مشروع نہیں کیا تھا ، اور اب قاری کے سامنے یکے بعد دیگرے ان دلیلوں کا بطلان پیش ہے .

۱- پہلی دلیل، اس وقت دلیل بن سکتی ہے ، جبکہ مسلمان ایسا ہو کہ وہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر دن بھر میں دسیوں مرتبہ نہ کیا کرتا ہو تو اس کے

لئے سالانہ یا ماہانہ یادگاری محفلیں قائم کی جائیں ، جس میں وہ اپنے نبی کا ذکر کرے تاکہ اس کے ایمان و محبت میں زیادتی ہو ، لیکن

مسلمان تو رات اور دن میں جو نماز بھی پڑھتا ہے اس میں اپنے رسول کا ذکر کرتا ہے ، اور ان پر درود و سلام بھیجتا ہے اور جب بھی کسی نماز کا وقت ہوتا ہے ، اور جب بھی نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو اس میں رسول ﷺ کا ذکر اور آپ پر درود سلام ہوتا ہے ، بھول

جانے کے اندیشہ سے تو اسکی یاد گار قائم کی جاتی ہے جسکا ذکر ہی نہ ہوتا ہو ، لیکن جس کا ذکر ہی ذکر ہوتا ہو جو بھلایا نہ جاسکتا ہو ، بھلا اس کے نہ بھولنے کے لئے کس طرح کی محفل منعقد کی جائے گی ، کیا یہ تحصیل حاصل نہیں ہے ، حالانکہ تحصیل حاصل لغو اور عبث ہے ، جس سے اہل عقل دور رہتے ہیں .

۲- نبی کریم ﷺ کے بعض خصائل طیبہ اور نسب شریف کا سننا ،

یہ دلیل بھی محفل میلاد قائم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے ، کیونکہ آپکے خصائل اور نسب شریف کی معرفت کے لئے سال بھر میں ایک دفع سن لینا کافی نہیں ہے ، ایک دفع سننا کیسے کافی ہو سکتا ہے جب کہ وہ عقیدہ اسلامیہ کا جزء ہے ؟

ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے کہ اپنے نبی ﷺ کے نسب پاک

اور ان کی صفات کو اس طرح جانے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ جانتا ہے اور یہ وہ چیز ہے کہ جس کی تعلیم انتہائی ضروری اور ناگزیر ہے ، اس کے لئے سال میں ایک مرتبہ محض واقعہ پیدائش کا سن لینا کافی نہیں ہے .

۳- تیسری دلیل بھی بالکل واہی تباہی دلیل ہے ، کیونکہ خوشی رسول

ﷺ کی ہے یا اس دن کی ہے جس میں آپ کی پیدائش ہوئی ، اگر خوشی

رسول ﷺ کی ہے تو ہمیشہ جب بھی رسول ﷺ کا ذکر آئے خوشی ہونی

چاہئے ، اور کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہونا چاہئے ، اور اگر خوشی

اس دن کی ہے جس دن آپ پیدا ہوئے تو یہی وہ دن بھی ہے جس میں

آپ کی وفات ہوئی ، اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ایسا عقلمند

شخص ہوگا جو اس دن مسرت اور خوشی کا جشن منائے گا جس دن اس

کے محبوب کی موت واقع ہوئی ہو حالانکہ رسول ﷺ کی وفات سب

سے بڑی مصیبت ہے جس سے مسلمان دوچار ہوئے حتیٰ کہ صحابہ

گرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا کرتے تھے کہ! جس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کو چاہئے کہ اس مصیبت کو یاد کر لے جو رسول ﷺ کی وفات سے پہنچی ہے، نیز انسانی فطرت اس کی متقاضی ہے

کہ انسان بچہ کی پیدائش کے دن خوشی مناتا ہے اور اسکی موت کے دن غمگین ہوتا ہے، لیکن تعجب ہے کہ کس دھوکہ میں یہ انسان فطرت کو بدلنے کے لئے کوشاں ہے۔

۴- چوتھی دلیل یعنی کھانا کھلانا، یہ پچھلی سب دلیلوں سے زیادہ کمزور ہے، کیونکہ کھانا کھلانے کی ترغیب اس وقت دی گئی جب اس کی ضرورت ہو، مسلمان مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے، بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور صدقہ و خیرات کرتا ہے اور یہ پورے سال ہوتا ہے، اس کے لئے سال میں کسی خاص دن کی ضرورت نہیں ہے کہ اسی دن کھانا کھلائے، اس بناء پر یہ ایسی علت نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کسی بھی حال میں کسی بدعت کا ایجاد کرنا لازم ہو۔

۵- پانچویں دلیل یعنی ذکر کے لئے جمع ہونا، یہ علت بھی فاسد اور باطل ہے، کیونکہ بیک آواز ذکر کے لئے اجتماع سلف کے یہاں معروف نہیں تھا۔ اسلئے یہ اجتماع فی نفسہ ایک قابل نکیر بدعت ہے اور طرب انگیز آواز سے مدحیہ اشعار اور قصائد پڑھنا تو اور بھی بدترین بدعت ہے، جسے وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں اپنے دین پر اطمینان نہیں ہوتا، حالانکہ ساری دنیا کے مسلمان رات اور دن میں پانچ مرتبہ مسجدوں میں اور علم کے حلقوں میں علم و معرفت کی طلب کے لئے جمع ہوتے ہیں، اس لئے ان کو ایسے سالانہ جلسوں اور محفلوں کی ضرورت نہیں ہے جن میں اکثر حظوظ نفسانیہ یعنی طرب انگیز اشعار کے سننے اور کھانے پینے کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔

## مدفل میلاد کو جائز کہنے والوں کے چند کمزور شبہات

آبرادران اسلام! پ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں میلاد کی بدعت ایجاد ہوئی، اور لوگوں کے درمیان پھیل گئی، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے اندر روحانی اور جسمانی خلاء پیدا ہو گیا تھا، اس لئے کہ انہوں نے جہاد کو ترک کر دیا تھا، اور فتنوں کی اس آگ کے بجھانے میں مشغول ہو گئے تھے جو اسلام کے دشمن یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں نے بھڑکا رکھا تھا، اور یہ بدعت نفوس میں جڑ پکڑ گئی، اور بہت سے جاہلوں کے عقیدہ کا جزء بن گئی، جس کی وجہ سے بعض اہل علم مثلاً سیوطی رحمہ اللہ نے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا کہ ایسے شبہات تلاش کر کے اس کے لئے جواز نکالا جائے، جن سے اس بدعت مولود کے جواز پر استدلال کیا جاسکے، اور یہ اس لئے تاکہ عوام الناس اور بلکہ خواص بھی راضی ہو جائیں، اور دوسری طرف علماء کا اس سے رضامند ہونے اور اس پر حکام و عوام کے ڈر سے خاموش رہنے کا جواز نکل آئے

اب ہم یہاں ان شبہات کو بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا ضعف و بطلان بھی، تاکہ اس مسئلہ میں مزید بصیرت حاصل ہو، جس پر بحث کرنے اور اس میں حق کی وضاحت کرنے کے لئے ہم مجبور ہوئے ہیں، ان شبہات کا مدار ایک تاریخی نقل اور تین احادیث نبویہ پر ہے، ان شبہات کے ابھارنے والے اور اجاگر کرنے والے سیوطی غفر اللہ لنا ولہ ہیں، حالانکہ وہ اس طرح کی چیزوں سے مستغنی ہو سکتے تھے، وہ دسویں صدی کے علماء میں سے ہیں جو فتنوں اور آزمائشوں کا زمانہ تھا، تعجب یہ ہے کہ ان شبہات پر وہ مسرور ہیں، اور ان پر فخر کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ! مجھے شریعت میں میلاد کی اصل مل گئی ہے اور میں نے اس کی تخریح کر لی ہے (الحاوی فی الفتاویٰ للسیوطی)

لیکن سیوطی سے اس طرح کی باتوں کا کچھ تعجب نہیں، جب کہ ان کے متعلق کہا گیا ہے وہ "حاطب لیل" (رات کے اندھیروں میں لکڑی جمع کرنے والے کی طرح ہیں) یعنی صحیح و ضعیف سب کو جمع کرنے والے تھے۔۔

**یہاں شبہ:** تاریخ میں ایک واقعہ (اور فتح الباری میں تفصیل سے ہے) منقول ہے کہ بد نصیب ابو لہب کو خواب میں دیکھا گیا، خیریت پوچھی گئی، تو کہا کہ آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں، البتہ ہر دو شبہ کی رات کو عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان سے انگلی

کے سرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اتنی مقدار میں پانی چوس لیتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کی باندی ثویبہ نے ان کو اس کے بھائی عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر حضرت محمد ﷺ کی

پیدائش کی خبر دی ، جس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تو اس نے ان کو آزاد کر دیا ، یہ شبہ بچند وجوہ مردود اور باطل ہے :

۱- اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت کسی کے خواب سے نہیں ثابت ہوتی ، خواہ خواب دیکھنے والا اپنے ایمان و علم و تقویٰ میں کیسے ہی درجہ کا ہو مگر یہ کہ اللہ کا نبی ہو اس لئے کہ انبیاء کا خواب وحی ہے اور وحی حق ہے .

۲- اس خواب کے دیکھنے والے نے بالواسطہ روایت کیا ہے ، اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل ناقابل استدلال ہے ، اور نہ ہی اس سے کسی عقیدہ اور عبادت کا ثبوت ہوتا ہے ، ساتھ ہی یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو ، اور کافر کا خواب بحالت کفر بالاجماع قابل استدلال نہیں .

۳- سلف و خلف میں سے اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ کافر اگر کفر ہی کی حالت میں مرجائے تو اس کو اس کے نیک اعمال کا ثواب نہ ملے گا ، اور یہی حق بھی ہے ، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے : ﴿ وَوَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴾ (۲۳) سورة الفرقان]

"اور ہم نے توجہ کی ان اعمال کی طرف جو انہوں نے کئے ، پس ہم نے اس کو منتشر غبار بنا دیا " نیز اللہ کا ارشاد ہے ﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا ﴾ (۱۰۵) سورة الكهف]

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا ، اور اسکے سامنے حاضری کا انکار کیا ، پس ان کے اعمال غارت ہو گئے ، پس ہم قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ قائم کریں گے "

اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے عبد اللہ بن جدعان کے بارے میں جو ہر سال موسم حج میں ایک ہزار اونٹ ذبح کیا کرتا تھا اور ایک ہزار جوڑے پہناتا تھا ، اور جس نے حلف الفضول کے لئے اپنے گھر دعوت دی تھی ، سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ! کیا یہ اعمال

اس کو نفع دیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "نہیں" ، اس لئے کہ اس نے کسی دن بھی یہ نہ کہا کہ اے میرے پروردگار! قیامت کے دن میری خطا معاف کر دے"۔ اس جواب سے اس خواب کی عدم صحت یقینی طور پر ثابت ہو گئی اور اب یہ خواب نہ دلیل بن سکتا ہے اور نہ اشتباہ کی چیز -

۴- ابو لہب نے اپنے بھتیجے کی ولادت پر جو خوشی منائی وہ ایک طبعی خوشی تھی ، تعبدی خوشی نہ تھی ، کیونکہ ہر انسان اپنے یا اپنے بھائی یا اپنے رشتہ دار کے یہاں ولادت ہونے سے خوش ہوتا ہے ، اور خوشی اگر اللہ کے لئے نہ ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا ، یہ چیز اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتی ہے ، لیکن اپنے نبی سے مومن کی خوشی ایک ایسی حقیقت ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے ، اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی ، کیونکہ وہ اس کی محبت کا لازمہ ہے ، اور جب یہ ہے تو ہم اس کے لئے سالانہ یادگار کیوں منائیں گے کہ اس کے ذریعہ ہم اس کے اندر محبت پیدا کریں ، لاریب یہ باطل معنی ہے اور بالکل بے وزن بے حیثیت شبہ ہے اس سے کوئی ایسا حکم شرعی کیسے ثابت ہو سکتا ہے ، جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی عجز و نسیان کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مؤمن بندوں پر فضل و رحمت کی وجہ سے مشروع نہیں فرمایا ، **فله الحمد والمنة**۔

**دوسرا شبہ :** روایت ہے کہ امت کے لئے عقیقہ کی مشروعیت کے بعد

نبی کریم ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا (۱) چونکہ آپ کے دادا عبد المطلب نے

آپ کا عقیقہ کیا تھا ، اور عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا ، اس لئے یہ اسکی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کے ادائے شکر کے لئے یہ کیا ، کیا اس صورت میں اس کو بدعت مولود کی اصل بنایا جاسکتا ہے؟ یہ اشتباہ تو پہلے اشتباہ سے بھی زیادہ کمزور ہے ، قیمت اور بے وزن ہے

، کیونکہ یہ محض اس احتمال پر مبنی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی پیدائش

کی نعمت کے شکر یہ میں عقیقہ فرمایا ، لیکن یہ احتمال ظن سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے ، اور ظن سے احکام شرائع کا ثبوت نہیں ہوتا ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ) [الحجرات ۱۲]  
"بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں"

(۱) مجھے نہیں معلوم کہ یہ روایت کس سے مروی ہے اور اسکی اسناد کیا ہے ، اس کو سیوطی نے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے رواہ مالک ، بخاری و مسلم

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں (ایاکم والظن فإن الظن أكذب الحديث) بخاری و مسلم " " بدگمانی سے بچو ، اس لئے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے " "

دوسری بات یہ کہ کیا یہ ثابت ہے کہ اہل جاہلیت کے یہاں عقیقہ مشروع تھا ، اور وہ عقیقہ کیا کرتے تھے ، تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ عبد المطلب نے اپنے پوتے کا عقیقہ کیا ، اور کیا اسلام میں اعمال اہل جاہلیت کا کچھ شمار و اعتبار ہے کہ اسکی بنیاد پر ہم یہ کہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا

عقیقہ ادائے شکر کے لئے کیا تھا ، سنت عقیقہ کی ادائیگی کے لئے نہیں کیا تھا ، کیونکہ یہ عقیقہ تو پہلے ہو چکا تھا ؟ ؟ سبحان الله ! کس قدر عجیب و غریب استدلال ہے !! اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وجود پیدائش کی نعمت کے شکر یہ میں بکری ذبح کی تو

کیا اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے یوم ولادت کو جشن و عید کا دن بنالیا جائے ؟ اور پھر رسول ﷺ نے لوگوں کو اسکی دعوت کیوں نہ دی

، اور ان اقوال و اعمال کو کیوں نہ بیان فرمایا جو ان کے لئے واجب ہیں ؟ جیسا کہ عید الفطر اور عید الأضحی کے احکام بیان فرمائے ، کیا آپ بھول گئے یا آپ نے کتمان فرمایا ، حالانکہ آپ تبلیغ پر مامور تھے ؟

اے الله تیری ذات پاک ہے ، بے شک تیرے رسول ﷺ نہ بھولے اور نہ انہوں نے کتمان کیا ، لیکن یہ انسان ہی بڑا جھگڑالو ہے !!!

**تیسرا شبہ** صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عاشوراء کے

دن روزہ رکھا اور اسکا حکم فرمایا اور آپ سے جب اسکے بارے میں سوال کیا گیا ، تو فرمایا کہ "یہ ایک اچھا دن ہے ، الله تعالیٰ نے اس دن موسیٰ اور بنی اسرائیل کو نجات دی - الخ" اس حدیث سے اشتباہ کی تقریر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی نجات کے شکر یہ

میں جب نبی کریم ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس

کا حکم دیا تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کو

روزہ کا دن نہیں ، بلکہ کھانے پینے اور خوشی منانے کا دن بنائیں کس



قدر عجیب ہے یہ الٹی کھوپڑی ، رب کی پناہ ! کیوں کہ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم روزہ رکھیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا ، نہ یہ کہ دستر خوان لگائے جائیں ، اور ڈھول تاشے سے خوشیاں منائی جائیں ، کیا اللہ تعالیٰ کا شکر عیش و مستی اور دعوتیں اڑا کر ادا کیا جاتا ہے ، بالکل نہیں ، پھر یہ کہ کیا ہم کو یہ حق ہے کہ ہم اپنے لئے روزہ وغیرہ مشروع کر لیں - ہمارے ذمہ تو صرف اتباع اور اطاعت ہے ، رسول ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا ، تو اس دن کا روزہ سنت ہو گیا ، اور اپنے یوم ولادت کے بارے میں خاموش رہے اور اس میں کجہ بھی مشروع نہیں فرمایا ، تو ہمارے اوپر بھی واجب ہے کہ ہم بھی اسی طرح خاموش رہیں اور اس میں روزہ نماز وغیرہ مشروع کرنے کی کوشش نہ کریں ، اور لہو و لعب یا کھیل کود کا تو کیا ذکر .

**چوتھا شبہ** نبی کریم ﷺ سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے ، اور اس کی علت اور وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی کہ "دوشنبہ کا دن تو وہ دن ہے ، جس میں میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن میں مبعوث ہوا ہوں ، اور جمعرات کا دن تو یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش ہوتے ہیں ، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے رب کے سامنے میرا عمل پیش ہو تو میں روزے سے رہوں "

ان لوگوں کے نزدیک وجہ اشتباہ جس کی بناء پر میلاد کی بدعت نکالی ہے یہ ہے کہ آپ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھا اور علت یہ بیان فرمائی کہ ( انہ یوم ولدت فیہ وبعثت فیہ ) (رواہ ابن ماجہ وغیرہ وبوصحیح) "یہ وہ دن ہے جس میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا "یہ اشتباہ اگرچہ پہلے کے اشتباہات سے بھی زیادہ کمزور ہے تاہم بچند وجوہ باطل اور مردود ہے اول یہ کہ جب محفل میلاد کے منعقد کرنے سے رسول ﷺ کی نعمت

ولادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے ، تو اس صورت میں عقل و نقل کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ شکر اسی نوع کا ہو ، جس نوع کا شکر رسول ﷺ نے کیا یعنی آپ نے روزہ رکھا تو ہمیں بھی آپ کی طرح اس روزہ رکھنا چاہئے ، اور جب ہم سے پوچھا جائے تو ہم کہیں کہ یہ ہمارے نبی کی ولادت کا دن ہے اس نے ہم شکر الہی ادا کرنے کے

لئے آج کے دن روزہ رکھتے ہمیں ، یہ اور بات ہے کہ میلاد والے روزہ ہرگز نہ رکھیں گے ، کیونکہ روزہ میں نفس کو لذتِ کام و دہن سے محروم کر کے نفس کی اصلاح کی جاتی ہے ، اور ان لوگوں کا مقصود یہی لذتِ کام و دہن ہے ، اسلئے غرض متعارض ہوگئی چنانچہ انہوں نے اپنی پسند کو اللہ کی پسند پر ترجیح دی اور اہل عقل کے نزدیک یہ لغزش ہے ،

دوم - یہ کہ رسول ﷺ نے اپنی ولادت کے دن روزہ نہیں رکھا جو کہ بارہویں ربیع الأول ہے ، اگر یہ روایت ثابت ہو ، بلکہ آپ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھا ہے ، جو ہرمہینہ میں چار یا چار سے زائد مرتبہ آتا ہے ، اس بناء پر بارہویں ربیع الاول کو کسی عمل کے لئے مخصوص کرنا اور ہر ہفتہ آنے والے دوشنبہ کو چھوڑ دینا شارع علیہ السلام کے عمل کی تصحیح اور استدراک سمجھا جائیگا ، اور اگر ایسا ہی ہے تو یہ بہت بُرا ہے معاذ اللہ۔

سوم - یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنی ولادت اور تخلیق اور تمام انسانوں کی طرف بشیرونذیر ہو کر مبعوث ہونے کے شکر یہ میں دوشنبہ کے دن روزہ رکھا تو کیا آپ نے روزے کے ساتھ کوئی محفل اور تقریب بھی کی جیسا کہ یہ میلادی لوگ کیا کرتے ہیں کہ بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے ، مدحیہ اشعار اور نغمے ہوتے ہیں اور کھانا پینا ہوتا ہے ؟ جواب یہ ہے کہ نہیں ، بلکہ صرف روزے پر اکتفا فرمایا ، تو پھر کیا امت کے لئے وہ کافی نہیں جو اس کے نبی کے لئے کافی ہے ؟ کیا کوئی عقلمند اس کے جواب میں یہ کہہ سکتا ہے کہ نہیں پھر شارع کے خلاف کوئی عمل گڑھنے اور ان سے آگے بڑھنے کی یہ جرأت کیوں ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ مِنَ الْفَائِزِينَ﴾

﴿الحشر: ۷﴾

اور رسول جو تم کو دیں ، اس کو لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جا اور دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ مِنَ الْفَائِزِينَ﴾

﴿قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ مِنَ الْفَائِزِينَ﴾

"اے ایمان والو ! اللہ اور اسکے رسول کے آگے نہ بڑھو ، اور اللہ سے ڈرو ، بے شک اللہ سننے والا ، جاننے والا ہے"

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ "ایا کم ومحدثات الأمور فإن کل محدثۃ

بدعة ، وکل بدعة ضلالة " (تم نئے ایجاد کئے ہوئے امور سے بچو ، اسلئے کہ ( دین میں ) نئی ایجاد کی ہوئی ہر چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) اور فرماتے ہیں کہ "إن اللہ حد حدودا فلا تعتدوها ، وفرض لکم فرائض فلا تضيعوها ، وحرّم أشياء فلا تنتهکوها ، وترک أشياء فی غیر نسیان ولكن رحمة لکم فاقبلوها ولا تبحثوا عنها" (اخرجہ ابن جریر ورواه الحاكم وصححه عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه )

" اللہ تعالیٰ نے کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں تم ان سے تجاوز مت کرو ، اور تمہارے لئے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں ، انہیں ضائع مت کرو ، اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں ، ان کی حرمت کو نہ ختم کرو ، اور کچھ چیزیں بغیر کسی بھی بھول کے (یوں ہی) تمہارے اوپر رحم کرتے ہوئے چھوڑ دی ہیں ، ان کو قبول کرلو اور ان کے بارے میں کھود کرید نہ کرو"

## نعم البدل

**معزز قارئین!** اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے تو اپنے دلائل اور براہین کی بھر مار سے بدعت مولود کو باطل کر دیا، لیکن اس بدعت کا جو کہ بہر حال بعض نیکیوں سے خالی نہیں، بدل کیا ہے؟ تو آپ ان کہنے والوں سے کہیں کہ اس کا نعم البدل یہ ہے کہ واقعہ پیدائش اور نسب شریف اور شمائل محمدیہ کے واقعات کا جائزہ لینے کے بجائے مسلمانوں کو چاہئے کہ سنجیدہ بنیں اور کرنے کے کام میں لگیں، ہر روز مغرب کے بعد عشاء تک اپنی اپنی مسجدوں میں کسی عالم دین کے پاس بیٹھیں جو ان کو دین کی تعلیم دے اور ان کے اندر دین کی سمجھ پیدا کرے، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، اس کو دین کا سمجھ عطا فرماتے ہیں، اور پھر وہ نسب شریف بھی جان جائیں گے اور شمائل محمدیہ بھی پڑھ لیں گے اور اسوہ حسنہ سے بھی متصف ہو جائیں گے اور اس طرح یقینی طور پر رسول ﷺ کے تابعدار اور

سچے عاشق ہو جائیں گے اور اس طرح یقینی طور پر رسول ﷺ کے تابعدار اور سچے عاشق ہو جائیں گے، محض زبانی دعویٰ دار نہ ہوں گے۔ اور ذکر اور تلاوت قرآن کا بدل یہ ہے کہ صبح و شام اور رات کے پچھلے پہر کے لئے وظائف ہوں، صبح کا وظیفہ ہو "سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم أستغفر اللہ، سو بار، اور "لا إله إلا اللہ وحده لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدير" سو بار، اور شام کا وظیفہ ہو "أستغفر اللہ لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات" سو بار، اور سو بار درود شریف ۱)

اور رات کے پچھلے پہر کا وظیفہ یہ ہے کہ آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں چوتھائی پارہ قرآن شریف پڑھے اور اپنی نماز تین رکعتوں پر ختم کرے، دو رکعتوں میں ایک رکعت اور ملا کر اس کو وتر بنا دے، اور ساتھ ہی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی پابندی کرے، خاص طور سے عصر اور فجر کی، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ (من صلی البردین دخل الجنة) (رواہ الشیخان) " جس نے عصر اور فجر کی نماز پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہو گیا )۔

(۱) یہ وظائف اور ان کی تعداد صحاح و سنن میں ثابت ہے، اسی طرح پچھلی رات کی نماز (تہجد) بھی ثابت ہے)

اور قصائد و اشعار سننے کا بدل یہ ہے کہ اچھے اور بہترین قاریوں مثلاً یوسف کامل، بہیتمی، منشاوی، صیفی، دروی اور طبلاوی وغیرہ کے کیسٹ رکھے، اور جب کچھ گھٹن اور خشکی محسوس کرے تو ٹیپ ریکارڈ کھول کر قرأت قرآن کو غور سے سنے کہ اس سے سچی اور اچھی طرب اور خوشی پیدا ہوگی جو شوق الی اللہ کو ابھارے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت پیدا کرے گی۔

اب رہا دوست، احباب اور بھائیوں کو کھانا کھلانا تو اسکا دروازہ کھلا ہوا ہے اور طریقہ بھی معروف اور مشہور ہے، عوام الناس کہتے ہیں "من بید کل یوم عید" (۱) "جس کے جیب میں مال ہے اس کا ہر دن عید ہی ہے" یہ کھلانا پلانا کچھ تقریب و محفل اور طاعت و عبادت پر ہی نہیں موقوف ہے، کھانا پکا کے غریبوں کو بلکہ امیدوں کو بھی دعوت دے، خود کھائے، اور اللہ کا شکر ادا کرے، جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اور دیتا ہے، واللہ خیر الشاکرین۔

---

(۲) اس عبارت کی اصل یہ ہے "من بیدہ المال فکل یوم عیدہ" اس مثل کے دونوں دالوں کو اشباع کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، کیونکہ اشباع دونوں محذوف ضمیروں کے عوض میں ہے۔

## مولود کا قابل مذمت غلو

جو چیز رنج اور افسوس دونوں کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے میلادی اور میلاد کو اچھا سمجھنے والے لوگ ہیں جن میں کچھ پڑھے لکھے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس بدعت کی تعظیم و تکریم میں اس حد تک غلو اختیار کر رکھا ہے کہ جو لوگ اس کو بدعتِ ضلالت کہتے ہیں وہ ان کو کافر اور دین سے خارج تک کہنے سے پرہیز نہیں کرتے ، وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہے

یا آپ سے محبت نہیں رکھتا ، کیوں ؟ اسلئے کہ وہ میلاد کو نہیں پسند کرتا ، یا محفل میلاد کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا ، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرے یا آپ سے محبت نہ کرے وہ باجماع مسلمین کافر ہو جاتا ہے ، اس لئے یہ کہنا کہ فلاں شخص رسول ﷺ کو پسند نہیں کرتا ، یہ اس فلاں شخص کو

کافر کہنا ہے ، اور مسلمان کی تکفیر کسی بھی حال میں نہیں جائز ہے ، حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ مؤمن صالح ہی بدعت پر نکیر کرتا اور اس سے منع کرتا ہے اور اس سے ڈراتا ہے ، پھر اس کی تکفیر کیسے کی جاسکتی ہے یا اس پر کفر کا اتہام کس طرح لگایا جاسکتا ہے ، رب کی پناہ ! اس بدعت میں غلو کرنے والے لوگوں نے گویا رسول ﷺ کے

اس ارشاد سے بالکل آنکھ ہی بند کر لی ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ "جب آدمی اپنے بھائی سے کہے ، اے کافر ! تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ قول لوٹے گا ، پس اگر ویسا ہی تھا ، جیسا اس نے کہا ہے (توخیر) ورنہ یہ اسے (کہنے والے) پر لوٹ پڑے گا " اور گویا یہ لوگ رسول ﷺ کے اس

ارشاد سے بہرے ہو گئے ہیں جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ "جس نے کسی کو کفر کے ساتھ بلایا یا کہا، اللہ کے دشمن ! اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ اسی (کہنے والے) پر لوٹ جائے گا " کسی کے ساتھ یہ رویہ رکھنا واقعی بہت تعجب خیز ہے .

مسلمان کا تو مسلمان پر یہ حق ہے کہ اگر وہ نیکی ترک کر دے تو وہ اس کو نیکی کا حکم کرے اور اگر وہ برائی اور خلاف شرع کام کا ارتکاب کرے تو وہ اس کو روکے اور منع کرے ، لیکن حال یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرتا ہے اور اس کو کوئی نیکی کا حکم کرتا اور بری بات سے روکتا ہے تو اسکا یہ بھائی اس کو کافر کہ کر بدترین بدلہ دیتا ہے ، والعیاذ باللہ تعالیٰ -

اس کا سبب درحقیقت مسلمانوں کی بدحالی اور ان کے قلوب و اخلاق کا بگاڑ ہے ، کیونکہ وہ اسلامی تربیت سے دور ہیں ، جس پر مسلمانوں کی حیات کا دارومدار ہے ، اور ان کی سعادت و کمال کا سبب ہے ، اسلئے کہ یہ تربیت صدیوں سے معدوم ہو چکی ہے ، اور افسوس کہ ان کے درمیان اب کوئی ایسی شخصیت بھی نہیں ہے جو تربیت کا فریضہ انجام دے ، حالانکہ یہ امت محمد روحانی اور اخلاقی تربیت کی بیحد محتاج اور ضرورت مند ہے ، کیونکہ آغاز اسلام میں اس کے کمال و سعادت کا راز یہی تربیت تھی ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ إِنَّكَ كَانَتْ فِي لُبِّكَ لَكُفْرًا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخْرَجْنَاكَ مِنْهَا لِيَسْتَأْذِنَ فِيكَ لِكُلِّ قَوْمٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ إِنَّكَ كَانَتْ فِي لُبِّكَ لَكُفْرًا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخْرَجْنَاكَ مِنْهَا لِيَسْتَأْذِنَ فِيكَ لِكُلِّ قَوْمٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

الجمعة] "وہی ہے جس نے (عرب کے ناخواندہ) لوگوں میں انہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا ، جو انکو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا تے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ و اخلاق ذمیمہ) سے پاک کرتے ہیں ، اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کا جو تزکیہ فرماتے تھے وہ یہی تھا کہ علوم و معارف کے ذریعہ روزانہ جو غذا آپ ان کو عطا فرماتے تھے ، اس سے ان کے نفوس کمالات اور اخلاق فاضلہ سے آراستہ ہوتے رہتے تھے ، اور انہیں سنن و آداب کا خوگر بناتے تھے یہاں تک کہ وہ حضرات کامل اور طاہر ہو گئے ، اور آپ کے بعد آپ کے رفقاء اور اصحاب نے ان تمام ممالک اور شہروں کے مسلمانوں کی تربیت کا کام انجام دیا ، جہاں جہاں وہ حضرات گئے ، پھر ان حضرات کے بعد ان کے تلامذہ یعنی تابعین نے اور ان کے بعد تبع تابعین نے یہ کام انجام

دیا ، اور اس طرح امتِ اسلامیہ کامل و مکمل ، طاہر اور منتخب قوم ہوگئی، یہاں تک کہ ان کے درمیان سے یہ تربیت اور تربیت کرنے والے لوگ ختم ہوگئے ، جس کے نتیجہ میں ایک لاقانونیت اور ہنگامہ کا دور آگیا ، شہوات اور خواہشات نفسانی نے اس میں اپنا حصہ لگا لیا ، اور پھر ایک دن وہ آیا کہ اس امت کی تربیت کے ذمہ دار وہ لوگ ہوگئے جو اس کے اہل نہیں تھے ، انہوں نے اس کی بدحالی اور بگاڑ میں اور اضافہ کر دیا ، جو ستم بالائے ستم اور نہلہ پہ دہلہ تھا .

آخر میں اپنے اس مسلمان کو جو اس بدعت پر مصر ہے اور جس کے لئے اس کا چھوڑنا دشوار ہے ، کیونکہ وہ اس کے جواز یا اس کے فائدہ اور نفع سے مطمئن ہے یا اس وجہ سے کہ وہ ایک زمانہ سے اس کا خوگر ہو چکا ہے ، یہ نصیحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے اس مسلمان بھائی کو جو اس سے روکے یا اس پر نکیر کرے معذور جانے ، کیونکہ اس کو اس ذات گرامی ﷺ کی طرف سے جن

کے لئے یہ محفل سجائی جاتی ہے یہ حکم ہے ، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ " تم میں سے جو شخص کوئی منکر (خلاف شرع کام) دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے ، پس اگر یہ نہ کر سکے تو زبان سے ، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے (مسلم) اور فرمایا " تم ضرور معروف (نیک کاموں) کا حکم دوگے ، اور منکر (خلاف شرع کاموں) سے روکوگے ، ورنہ اللہ تمہارے اوپر اپنا عذاب بھیج دے گا، پھر تم اس سے دعا کروگے ، اور وہ تمہاری دعا قبول نہ کرے گا (احمد و ترمذی)

مسلمان کے ذمہ یہ لازم ہے کہ جب اس کا بھائی اس کو کسی اچھی بات کا حکم دے یا بُری بات سے روکے ، یا کسی اچھے کام کے کرنے کی اور برے کام سے رکنے کی نصیحت کرے تو وہ اس کو مانے اور تسلیم کرے ، یا خوبصورتی کے ساتھ اس کا جواب دے ، مثلاً یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا بدلہ دے ، آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے ، میں گناہکار ہوں ، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا ، یا یوں کہدے کہ ! یہ بدعت ہے ، لیکن میں نے بعض اہل علم کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اسکو ثابت کیا ہے یا اس پر عمل کیا ہے یا انہوں نے اسکو ثابت کیا ہے یا اس پر عمل کیا ہے یا انہوں نے اس کو جائز کیا ہے ، میں نے انہی کا اتباع کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے موازنہ نہ فرمائیں گے . (مسلم)



مسلمانوں کو اسی طرح رہنا چاہئے، یہ نہیں کہ خواہش نفسانی کے پیچھے اور اپنی رائے کی ضد میں اور دین میں ناحق غلو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو کافر بنائیں اور لعنت کریں، اختلاف، نقاق اور بد اخلاقی سے اللہ کی پناہ۔

## بیجا حمایت اور سختی

خود (۱) اپنے ساتھ انصاف کے تقاضہ سے یہ بات جان لینا اور کہ دینا ضروری ہے کہ اکثر لوگ جو محفل میلاد کرتے رہیں ، تو وہ رسول ﷺ کی محبت ہی میں کرتے ہیں اور رسول ﷺ سے محبت کرنا عین

دین و ایمان ہے ، اور جو شخص رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو اس سے محبت کرنا واجب ہے ، اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ مسلمان بھائی سے محض اس طرح کی بدعت کی وجہ سے بغض اور دشمنی رکھے ، جو خود اس کے ملک میں اور عالم اسلامی میں ہیں کیونکہ اس بدعت کے ارتکاب پر ان کو نبی کریم ﷺ وسلم کے ساتھ جذبہ محبت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے جذبہ نے ہی ابھارا اور آمادہ کیا ہے ، اگر ایسا نہ ہوا تو یہ زیادتی ہوگی جو ایسے موقع پر مناسب نہیں ہے ۔

اور جس طرح اس سے بغض و دشمنی صحیح نہیں ہے ، اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ محفل میلاد کرنے یا اس محفل میں شریک ہونے کی بناء پر کسی کو مشرک اور کافر کہا جائے ، کیونکہ اس جیسی بدعت کرنے والے یا ایسی بدعت میں شریک ہونے والے کی تکفیر نہیں کی جاتی ، اور مسلمان پر کفر یا شرک کا داغ لگانا معمولی بات نہیں ہے ، اس سلسلہ میں حدیثیں گزر چکی ہیں ، بلکہ عدل و انصاف قائم رکھنا چاہئے ، ورنہ باہم ایک دوسرے کو لعنت کرنے سے امت کی اس حیثیت کو نقصان پہنچے گا کہ وہ حق کی رہنما اور عدل کا معیار ہے ۔

بدعت میلاد کے ارتکاب کرنے والے مسلمان کے سلسلہ میں جو ذمہ داری ایک مسلمان پر عائد ہوتی ہے ، وہ صرف یہ ہے کہ وہ اس کو حکم شرعی بتادے ، پھر اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے کہ وہ اس بدعت کو چھوڑ دے اور اسپر واضح کرے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ، اور گمراہی اور ضلالت ہدایت کی ضد ہے ، اور اگر وہ نہ مانے تو پھر اس کو نرمی ہی کے ساتھ سمجھاجائے اور اس کے فعل کی بہت زیادہ شناعت اور مذمت نہ کرے ،

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان میں حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ حضرت عمار نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جس نے ان کو جمع کر لیا ، اس نے ایمان کو جمع کر لیا ، ۱۔ خود اپنے ساتھ انصاف کرنا ۲۔ اور عالم سے سلام کرنا ۳۔ اور تنگی کے باوجود خرچ کرنا ، بظاہر یہ حدیث موقوف ہے ، لیکن مرفوعاً روایت ہے

تاکہ اس کی وجہ سے اس کے اندر عناد اور ضد نہ پیدا ہو جائے ، کہ اس سے وہ خود بھی ہلاک ہوگا ، اور اسکے ساتھ یہ بھی ہلاک ہو جائے گا ، کیونکہ یہ اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہے ، اور اس طرح دونوں ہلاکت کے گھاٹ اتر جائیں گے ، کسی امر ناگوار کی براہ راست تردید کرنے سے نبی کریم ﷺ پرہیز فرمایا کرتے تھے ، بلکہ اس طرح فرماتے کہ (مابال أقوام يقولون كذا وكذا ويريدون أن يفعلوا كذا وكذا) "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ، یہ باتیں کہتے ہیں اور ایسا ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں "

وجہ یہ ہے کہ انسانی طبیعت اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ امر ناگوار کا سامنا نہیں کر سکتی ، خواہ خود اس امر کا ارتکاب ہی کیوں نہ کر لے ،

اللہ تعالیٰ امام شافعی پر رحمت نازل فرمائے ان کا یہ قول منقول ہے کہ " من نصح أخاه سرأ فقد نصحه ومن نصح علناً فقد فضحه " (جس نے اپنے بھائی کو چپکے سے نصیحت کی تو اس نے نصیحت کی اور جس نے اعلانیہ نصیحت کی تو اس نے اسکو رسوا کیا )

یہ سب اس وقت ہے جب کہ بدعت کے اندر مشرکانہ اعمال اور اقوال نہ ہوں ، مثلاً غیر اللہ کو پکارنا ، اور ان سے فریاد چاہنا ، اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا یا غیر اللہ کے سامنے ایسے خشوع اور عاجزی کے ساتھ کھڑا ہونا جس طرح اللہ کے سامنے کھڑا ہوا جاتا ہے۔

یہ تو صرف رسول ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی کا اظہار ہے

اور نعمت اسلام پر جس کو لے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے محمد ﷺ کو

مبعوث فرمایا ، اللہ تعالیٰ کے ادائے شکر کے لئے کھانا کھلانا ہے ، یا سیرت پاک کا کچھ حصہ پڑھنا یا بعض ایسے مدحیہ اشعار کا پڑھنا ہے جو شرک اور غلو سے خالی ہوں اور جس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو ، اور نہ کسی منکر ، خلاف شرع امر کا وجود ہو اور نہ کسی حکم شریعت کو ترک کیا جائے ، مثلاً نماز کا ترک کر دینا ، یا وقت سے مؤخر کر دینا یہ سب چیزیں نہ ہوں –

لیکن اگر اس بدعت کے ساتھ کچھ مشرکانہ اقوال یا افعال ہوں یا اس کے اندر باطل اور فساد ہو تو ایسی صورت میں اس پر نکیر کرنے والے مسلمان پر نکیر کرنے میں تشدد اور سختی ضروری اور لازم ہے

، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ جس طرح کا کم یا زیادہ خلاف شرع کا کام ہو رہا ہے اسی لحاظ سے وہ بھی سختی اختیار کرے ، اور اس کے اوپر یہ لازم ہے کہ اس شرکیہ و حرام کاموں کے ترک کر دینے کا مطالبہ کرے ، اگرچہ اس میں قطع تعلق ہی کی نوبت کیوں نہ آجائے ، حضرات سلف صالحین جب کسی کو دیکھتے کہ وہ خلاف شرع کام کا ارتکاب کر رہا ہے تو اس پر نکیر کرتے ، اور اگر وہ اس پر اصرار کرتا تو اس سے تعلق منقطع کر لیتے ، یہاں تک کہ وہ اس کام سے باز نہ آجائے ، اگرچہ اس زمانہ میں اور آج کے زمانہ میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں قطع تعلق مفید نہیں ہے ، کیونکہ یہ قطع تعلق پوری طرح نہیں ہوتا ، جو اس شخص پر اثر انداز ہو ، اس لئے قطع تعلق کے ساتھ ساتھ اس کو دعوت دیتے رہنا اور ادائے فرض اور ترک حرام کے لئے کہتے رہنا یہ زیادہ مفید اور نافع ہے .

خلاصہ یہ کہ بدعت میلاد اگر اکثر مشرکانہ افعال و اقوال اور محرّمات سے خالی ہوتی ہے ، تو اس صورت میں حکم شریعت بتا کر اور ترک بدعت کی ترغیب دے کر ، نرمی کے ساتھ اس پر نکیر کی جائے ، کیونکہ وہ اس کو ایمان اور حصول ثواب کے جذبہ ہی سے کرتا ہے ، اسلئے لوگوں کی نیتوں اور ان کے جذبات کی رعایت کی جائے گی ، اور یہ وہ حکمت ہے جس کا حکم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں مسلمانوں کو دیا گیا ہے .

لیکن جب اس بدعت کے ساتھ شرک و باطل یا شر و فساد موجود ہو تو جیسا شرک و فساد ہو اسی لحاظ سے اس پر نکیر بھی کی جائے گی ، اور اس میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوگا ، اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور دنیا و آخرت میں انکے کمال و سعادت کے لئے دین پر ان کی استقامت میں تعاون کی ذمہ داری ادا ہوگی ،  
واللہ من وراء القصد وهو المستعان

# خاتمہ

ممکن ہے کہ اس رسالہ کے کچھ قارئین یہ سوال کریں کہ جب میلاد نبوی شریف تمام بدعتوں کی طرح ایک بدعت حرام ہے تو علماء اس کی طرف سے خاموش کیوں رہے اور اس کو یوں چھوڑ کیوں دیا کہ بدعت پھیلی اور رواج پاگئی اور اس طرح ہوگئی کہ گویا یہ اسلامی عقائد کا ایک جزء ہے، کیا ان پر یہ لازم نہیں تھا کہ وہ اس پر نکیر کرتے، ان حضرات نے ایسا کیوں نہ کیا؟؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اس بدعت کے پیدا ہونے کے دن ہی سے علماء نے اس پر نکیر کی اور اسکی تردید میں رسالے لکھے، جو شخص ابن الحاج کی " المدخل" سے واقف ہوگا وہ اسکو بخوبی جان سکتا ہے، انہی اہم رسالوں میں سے علامہ تاج الدین عمر بن علی لخمی سکندری فاکہانی مالکی مصنف "شرح الفاکہانی علی رسالۃ ابن ابی زید قیروانی" کا رسالہ "المورد فی الکلام علی المولد" ہے، ہم اس کی عبارت اس خاتمہ میں درج کریں گے، یہ اور بات ہے کہ قومیں اپنے انحطاط کے زمانہ میں جس قدر شروفساد کی دعوت پر لبیک کہنے میں قوی ہوتی ہیں اسی نسبت سے خیر و اصلاح کی دعوت قبول کرنے میں ضعیف و کمزور ہوتی ہیں، اسلئے کہ بیمار جسم میں معمولی تکلیف بھی اثر کر جاتی ہے، اور تندرست جسم پر بڑی سے بڑی اور طاقتور تکلیف بھی اثر انداز نہیں ہوتی اس کی محسوس مثال یہ ہے کہ صحیح سالم اور مضبوط دیوار کو پھاؤڑے اور کلہاڑے بھی گرانے سے عاجز رہ جاتے ہیں اور گرتی ہوئی دیوار ہواکے جھوکے اور پیر کے دھکے سے بھی گر جاتی ہے، اسلئے اسلامی معاشرہ کے اندر اس بدعت کا وجود اور اسکا جڑ پکڑ لینا علماء کے اس پر نکیر نہ کرنے کی دلیل نہیں ہے، اور یہ تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ کا رسالہ جس کو ہم پیش کر رہے ہیں اس پر شاہد ہے:

"علامہ فاکہانی رحمہ اللہ حمدوثنا کے بعد فرماتے ہیں أمابعد: دین حق پر عمل کرنے والوں کی ایک جماعت نے کئی بار اس اجتماع کے بارے میں سوال کیا جو بعض لوگ ماہ ربیع الأول میں "مولد" کے نام

سے موسوم کرتے ہیں ، کہ کیا شریعت میں اسکی کوئی اصل ہے یا یہ بدعت اور دین میں نئی ایجاد ہے ؟ اور ان لوگوں نے اسکا واضع اور متعین جواب طلب کیا ،

جواب میں عرض کرتا ہوں ، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے ، کہ مجھے اس میلاد کی کوئی اصل کتاب و سنت سے نہیں ملی ، اور ان علمائے امت میں سے کسی کا اس پر عمل بھی منقول نہیں ہے ، جو دین کے رہنما اور سلف متقدمین کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں ، بلکہ یہ بدعت ہے ، جس کو اہل باطل نے نکالا ہے اور نفس کی شہوت ہے ، جس کی طرف پیٹ کے پجاریوں نے توجہ اور اہتمام کیا ہے ، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم اس کے اوپر اسلام کے پانچوں احکام کو منطبق کریں گے تو کہیں گے کہ یاتویہ واجب ہے ، یامندوب ہے ، یامباح ہے ، یامکروہ ہے ، یا حرام ہے ، واجب تو یہ بالاجماع نہیں ہے اور نہ مندوب ہے ، اسلئے کہ مندوب کی حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسکو طلب کرے اور اسکے ترک پر مذمت نہ ہو ، اور اس کی نہ شارع نے اجازت دی اور نہ صحابہ کرام نے اس کو کیا اور نہ تابعین نے اور نہ علمائے متدینین نے ، جیسا کہ مجھے معلوم ہے ، اگر مجھ سے سوال کیا جائے تو یہی جواب میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی دوں گا ، اور نہ اس کا مباح ہونا ہی ممکن ہے ، کیونکہ دین میں نئی بات پیدا کرنا باجماع مباح نہیں ہے ، تو اب مکروہ یا حرام ہونے کے علاوہ کوئی اور صورت باقی نہ رہی ، اور اب کلام دو ہی حالتوں میں ہوگا ، اور دونوں حالتوں میں فرق واضح ہو جائے گا .

اؤل یہ کہ کوئی شخص اپنے مال سے اپنے اہل و عیال اور دوستوں کے لئے یہ کرے اور اس اجتماع میں وہ لوگ کھانا کھانے سے زیادہ اور کچھ نہ کریں اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ کریں ، یہ وہ صورت ہے جس کو ہم نے بیان کیا کہ یہ بدعت مکروہ و شنیعہ ہے ، اس لئے کہ متقدمین اہل طاعت میں سے جو کہ اسلام کے فقہاء اور مخلوق کے علماء اور زمانہ کے لئے چراغ ہدایت اور عالم زینت تھے کسی نے یہ فعل نہیں کیا .

دوم یہ کہ اس میں جرم و ظلم شامل ہو جائے ، ایک آدمی کوئی چیز دیتا ہے اور اسکا نفس اس چیز کے پیچھے لگا رہتا ہے ، اور اسکا دل اس کو رنج و تکلیف پہنچاتا رہتا ہے ، کیونکہ وہ ظلم کا درد

محسوس کرتا رہتا ہے (۱) علماء فرماتے ہیں کہ "أخذ المال بالحياء كأخذ ه بالسيف" (۲) شرم دلا کر مال لینا ایسا ہی ہے جیسے تلوار کے زور سے لینا) اور بالخصوص اس وقت جب کہ اس میں لبریز اور پر شکم کے ساتھ نغمے اور طرب و مستی کے آلات اور بے ریش نوجوان لڑکوں اور فتنہ سامان عورتوں کے ساتھ مردوں کے اجتماع اور اختلاط کا بھی اضافہ ہو جائے اور جھک جھک کر اور مڑ مڑ کر رقص بھی ہوتا ہو اور لہو لعب میں بالکل استغراق ہو، اور حساب و کتاب کے دن کو بالکل بھلادیا گیا ہو، اور اسی طرح عورتیں جب تنہا جمع ہوں اور خوب بلند آواز سے عالم طرب میں گارہی ہوں، اور غیر مشروع طریقہ سے ذکر و تلاوت کر رہی ہوں اور ارشاد ربّانی (إِنَّ رَبَّكَ لَبِا الْمِرْصَادِ) "بے شک تیرا رب گھات مین ہے" سے غافل ہوں، تو یہ ایسی صورت ہے کہ جس کی حرمت میں کسی دو انسانوں کا بھی اختلاف نہیں اور جسے مہذب نوجوان بھی نہیں اچھا سمجھتے، بلکہ یہ انہی لوگوں کو لذیذ معلوم ہوتا ہے جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں، اور جو لوگ گناہوں سے نفرت نہیں رکھتے، مزید یہ بھی بتادوں کہ یہ لوگ ان سب خرافات کو عبادت سمجھتے، إنا لله وإنا إليه راجعون "بدأ الإسلام غريباً وسيعود كما بدأ" "اسلام ابتداء میں اجنبی تھا اور بعد میں پھر ابتدا کی طرح (اجنبی) ہو جائیگا" امام ابو عمرو بن العلاء کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں کہ: "کہ جب تك لوگ تعجب خیز بات پر تعجب کرتے رہیں گے تو خیر پر رہیں گے" نیز یہ بھی ہے کہ، جس ماہ ربیع الأول میں رسول ﷺ کی ولادت

ہوئی ہے، ٹھیک اسی مہینہ میں آپ کی وفات بھی ہوئی ہے اس لئے اس میں خوشی منانا غم منانے سے بہتر نہیں ہو سکتا، و هذا ما علينا أن نقول ومن الله نرجو حسن القبول "انتہت رسالۃ تاج الدین الفاکہانی مسمی" المورد فی الکلام علی المولد" زندگی کا عجوبہ ہے کہ سیوطی نے "الحاوی" میں اس رسالہ کا ذکر کیا ہے، اور انہوں نے اسکے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے، کیونکہ ان کا جواب بہت لچر ہے اس لئے کہ وہ حق کے ابطال کے لئے باطل کو لے کر بحث کر رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ

(۱) اس اسلوب تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ مولود کے نام پر چندہ وصول کیا کرتے تھے، اور واقعہ بھی یہی ہے، کیونکہ اب تک اولیاء کے مزارات پر جو عرس اور مولود کی جو محفلیں ہوا کرتی ہیں اس کے لئے لوگ عام لوگوں سے چندہ وصول کرتے ہیں، تاکہ ولی اور بزرگ کی برکت اور شفاعت حاصل ہو جائے، علماء فرماتے ہیں کہ "أخذ المال بالحياء كأخذ بالسيف" (۲) علماء کا یہ قول بھی ہے کہ "ما أخذ بوجه الحياء فهو حرام" (جو چیز شرم دلا کر لی جائے وہ حرام ہے)

**معزز قارئین!** آپ امام سیوطی کے ان اشتباہات سے واقف ہو گئے ، جن پر وہ اس گمان میں بہت خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے بدعت میلاد کی اصل شریعت میں ڈھونڈ نکالی اور آپ اس سے بھی واقف ہو گئے ، جو ہم نے انکا جواب دیا ہے اور جو حق کے طالبین اور حق پر زندگی گزار دینے میں رغبت رکھنے والوں کے لئے راستہ روشن کرتا ہے ، اس لئے سیوطی نے علامہ فاکہانی کا جواب دیا ہے اس سے عدم واقفیت آپ کے لئے مضر نہیں ہے ، اس لئے کہ ان کے مذکورہ بالا شبہات کی معرفت سیوطی کے جواب کی معرفت سے بے نیاز کرتی ہے ،

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کہ :-

اس کے بعد عرض ہے کہ اگر ہمارے اس رسالہ کے پڑھنے کے بعد بھی آپ کا ذہن صاف نہ ہو ، اور بدعت مولود کے بدعت ضلالت ہونے میں شک اور تردد باقی رہے تو درج ذیل دعا کو کثرت کے ساتھ پڑھیں ، اللہ تعالیٰ آپ کے شک و تردد کو دور فرمادیں گے اور آپ کے دل میں راہ صواب ڈالیں گے اور راہ ہدایت کی راہنمائی فرمائیں گے ، و ہو علی کل شیئ قدیر وبالاجابة جدیر۔ وہ دعا یہ ہے :-

"اللهم رب جبریل ومیکائیل و اسرافیل فاطر السموات والأرض عالم الغیب والشهادة أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون و اهدنی لی لما اختلف فیہ من الحق یا ذنک انک تهدي من تشاء إلی صراط مستقیم "

ترجمہ "اے اللہ! جبریل و میکائیل و اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے!

غیب اور حاضر کے جاننے والے تو اپنے بندوں کا فیصلہ کرتا ہے ، اس چیز میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ، جس چیز میں اختلاف ہے اس میں تو مجھے اپنے حکم سے حق کی ہدایت دے ، بے شک تو جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت دیتا ہے ۔

\*\*\*\*\*